تذکرۂ شمیم سخن

یہ ایک گلدستہ پر بہار باغستان علم و فضل زنان شاعرۂ ہر ملک و دیار کا ہے
کہ جسکے روائح ہوشمندانہ سے دماغ استعداد سلیقہ شعاری
مستورات کا معنبر ہوتا ہے

جسکو

کمال حزم و فرزانگی سے بلحاظ مراتب مستورات پردہ نشین و بے پردہ کے
کہ آجتک بہ نگہداشت ان مراتب کے کوئی ایسا تذکرہ فرحت اشمام مدون نہین ہوا

ذی کمال با استعداد

مولوی عبدالحی صاحب متخلص بہ صفا رئیس بدایون وکیل عدالت دیوانی عفی عنہ

مرتب فرمایا

اور

بار دوم مقام لکھنؤ

مطبع نامی گرامی منشی نول کشور مین بخوش اسلوبی چھپا

سنہ ۱۸۹۱ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خداوند عالم اور نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھنا یا بیان کرنا
طاقت انسان سے باہر ہی لہذا اس سے مجبور رہکر اضعف العباد محمد عبد الحی
متخلص بہ صفا متوطن بدایون ابن شیخ فقیہ الدین احمد صاحب سلمہ اللہ الصمد
عرض کرتا ہی کہ ہمارے ملک ہندوستان مین تعلیم مستورات جیسی چاہیے مروج
نہین ہی باوجودیکہ یہ ایک ضروری امر ہی فوائد علم ہر شخص پر ظاہر ہین یہ وہ دولت
ہی کہ اسکو کسی وقت کسی حالت مین زوال نہین نہ چور اسکو چورا سکتا ہی نہ ظالم
چھین سکتا ہی جسقدر اسکو صرف کیا جاوے اسی قدر اس سرمایہ کو ترقی ہوتی ہی
تعلیم مستورات واجبات سے ہی جہانتک خیال کیا جاتا ہی باعث جہالت
نسوان صرف ہمارے ملک کے نامعقول و بے اصل خیالات کا اثر معلوم ہوتا ہی
عورتون اور مردون مین دربارہ تعلیم تفریق کرنا محض ایک بیہودہ و ناواجب خیال ہی
جیسے بلحاظ حالات ملک مرد کو بیرونی انتظام حقیت وغیرہ کرنا پڑتا ہی عورتون کے ذمہ

خانگی اندرونی انتظام ہی اور اس انتظام مین بھی بہت بڑی تمیز درکار ہی عورتون کی بے علمی
موجب فساد و بربادی خاندان ہوتی ہی اگر مرد اتفاقاً کسی غیر مقام کو چلا جاتا ہی تو عورت کے
افشائے راز خانگی غیر شخصون سے کرنا ہوتا ہی علاوہ اسکے بے علمی نے اُنکے خیالات کو
ایسا ناقص کر دیا ہی کہ جسکے مفصل بیان کرنے کو ایک بہت بڑا وقت درکار ہی۔

بھوت پلید جن پری کا ایسا اعتقاد اُنکے ذہن مین جما ہی کہ چھوٹی چھوٹی بیماریون
مین بھی کسی جن یا پری کا تصرف خیال کرتی ہین اور یہ نہین سمجھتین کہ اُنکی رسائی ذہن نے
کیا تصور پیدا کیا ہی ایک شی بے اصل کو ہر جگہ موجود تصور کر کے اُسکی ماتا مین مصروف
ہوتی ہین بچہ خواہ از قسم ذکور ہو یا اناث جو اُنکے زیر اہتمام پرورش مین رہتا ہی وہ بھی
اُنھین کے خیالات کی پیروی کرتا ہی اور عموماً اُس مین تہذیب اثر نہین کرتی
کیونکہ وہ غیر مہذبون مین پرورش پاتا ہی

بچون کی طبیعت مثل موم کے ہوتی ہی وہ اپنے ہمنشین کے اطوار کو چپکے چپکے چرا
لیتا ہی سو مین دو عورتین ایسی نظر آوینگی جو اپنے مسائل و طریقہ مذہبی سے واقف
ہونگی ورنہ وہ یہ بھی نہین سمجھتین کہ مذہب کیا چیز ہی اور کسکی پرستش کسطرح چاہیے

ہر چند منجانب گورنمنٹ انگلشیہ کوشش ہو رہی ہی کہ مستورات ہندوستانی
مین عموماً تعلیم مروج ہو مگر ہمارے ہندوستانی بھائی خدا جانے کیا سمجھکر اس ضروری
امر سے غافل رہتے ہین اور مطلق خیال نہین کرتے کہ اُنکی یہ غفلت کہانتک اُنکو مضرت پہونچاتی ہی

ہم کمال ادب سے اپنے ملکی خیر خواہون کو مطلع کرتے ہین کہ وہ اپنی کوشش وسعی
دربارۂ تعلیم نسوان مبذول کرین اور اپنے ملک کی تباہ حالت کو سنبھالین ورنہ چند
روز مین یہانتک نوبت ہو جائیگی کہ پھر کوئی علاج مفید نہوگا۔

ہماری یہ راے قطعی ہی کہ عورتون کو اعلے درجہ کی مثل ذکور تعلیم دینی چاہیے
اور اس تعلیم مین اُنکو فرائض مذہبی اور امور خانہ داری اور کسی ہنر مفید کی جانب بھی مائل کرنا

ضروری ہی اُنکی تعلیم کے واسطے کتب مفید و مصلح اخلاق کا مدون ہونا چاہیے وہ کتابین جو مضامین عاشقانہ سے پر ہون اور مخرب عادات معلوم ہون اُنکو نہ دکھائی جاوین۔

کوئی قوم جب تک سوشیل اُمور مذہبی و ملکی سے بخوبی واقف نہووے تب تک مہذب نہین کہلا سکتی۔

اعلےٰ درجہ کی عورتین اگرچہ آپس کے برتاو کے طریق اور فرائض مذہبی اور رسوم ملکی سے واقف ہوتی ہین مگر غیر تعلیم یافتہ ہونے کے باعث اصلی مقاصد اُنسے سرانجام ہونا ایک کار دشوار معلوم ہوتا ہی۔

سب کامون سے حفظ صحت اور پرورش و تہذیب اطفال کا خیال رکھنا مقدم ہی الا نا تعلیم یافتہ عورتین قواعد حفظ صحت و پرورش و تہذیب اطفال سے انجان رہکر اپنی اور اپنے خاندان کی بربادی کا سبب ہوتی ہین۔

ظاہرا ہمکو تعلیم مستورات مین دو امر حائل و مانع معلوم ہوتے ہین اوّل یہ کہ ہندوستان مین یہ عام رواج ہی کہ صغر سنی مین عورت بیاہ دیجاتی ہی اور بعد شادی بموجب دستور ملک اُسکا پردہ مین رہنا واجبات سے ہی انتہا درجہ اُسکو پڑھنے کے واسطے ۹ برس کی عمر تک مہلت نصیب ہوتی ہی اور یہ مدت تعلیم دو سال ابتدا تعلیم سے شمار کیجاتی ہی بیاہ ہوجانے کے بعد پھر اُسکو کوئی موقع تعلیم کا نہین ملتا افلاس جو ہمارے ملک پر محیط ہو رہا ہی وہ آگے کی تعلیم کا سامان مہیا نہین ہونے دیتا دوم مدارس سرکاری مین جو بغرض تعلیم نسوان جاری ہین سواے جغرافیہ و تاریخ و حساب کے کوئی ہنر یا پیشہ ایسا نہین سکھایا جاتا جو عورتون کو اُنکی گذر اوقات مین مدد پہونچا سکے یہ امر تو ظاہر ہو کہ ہمارے ملک کی عورتین پردہ سے باہر نہین نکل سکتین پھر غور کیا جاے کہ وہ مجرد جغرافیہ و تاریخ پڑھکر کیا فائدہ پا سکتی ہین

ہماری راے مین اگر عورت کو ۱۲ سال کی عمر تک تعلیم دیجاوے و تعلیم [illegible]

کوئی ہنر مفید سکھایا جاوے انتظام خانہ داری بتایا جاوے اور بعد ۱۴ سال کے شادی
کیجاوے تو ملک بہت جلد ترقی پا سکتا ہی خدا وہ دن ہمکو دکھائے کہ ہم اپنے ملک کی اپنی
قوم کو شایستہ و مہذب دیکھیں اور عورتوں کو حلیۂ علم سے آراستہ پائیں جب ہم یہ تذکرہ
لکھنے بیٹھے تو باوجود کوشش بسیار بہت کم عورتیں با عصمت و عفت ذی علم شاعرہ نظر
آئیں اور اکثر عورات بازاری کو شاعرہ پایا ہم عورات بازاری کے پڑھے لکھے ہونے سے
اپنے ملک میں تعلیم نسوان مروج ہونا خیال نہیں کرتے۔ ہماری یہ غرض نہیں ہی کہ عورات
پردہ نشین شعر گوئی کی جانب مائل ہوں اور نہ ہم اس بات سے خوش ہیں کہ عورات
میں عشقیہ خیالات پیدا ہوں باغراض تذکرہ ہم صرف انکا کلام لکھتے ہیں۔ البتہ اگر ہمکو
خوشی ہی تو اس بات کی ہی کہ بعض بعض عورتیں موزون طبع ہیں اور صاحب استعداد بھی ہیں
ہمنے اس حصہ کو دو فصل پر منقسم کر دیا ہی فصل اول میں عورات بازاری کا ذکر ہی
فصل دوم میں عورات پردہ نشین و با عفت و عصمت کا تذکرہ لکھا ہی ہمکو شرم آتی کہ ہم
مثل دیگر تذکرہ نویسوں کے عورات بازاری و پردہ نشین کو ایک ہی طرح پر بلا امتیاز
ذکر کریں ہمنے اس حصہ میں اپنی اس شرط کو کہ تذکرہ میں شعراء ذی حیات کا کلام ہوگا
اس لحاظ سے توڑ دیا کہ شاعرہ عورتیں بہت کم دستیاب ہوتی ہیں ہمنے اس حصہ میں
حتی الوسع کسی عورت کے خال و خط کی تعریف نہیں کی ہی ہمکو کسی کے حسن و جمال کی تعریف
کرنے سے مطلب نہ تھا اب ہم تذکرہ شروع کرتے ہیں اور خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ
یا الصمد تو ہماری زبان کو ہمارے ذہنوں کی رسائی کو ترقی دے ہمارے ملک کے مرد
اور عورتوں میں تہذیب کا رنگ جما خیالات ناقصہ کو دور کر اور ہمارے اس تذکرہ کو حاسدوں کی نظر سے بچا

فصل اول در ذکر عورات بازاری

اچپل تخلص مینگین جان طوائف۔

ہی عیش اسکے جی کو ابھی غم بہت ہی یہاں
شادی وہاں رچائی ہی ماتم بہت ہی یہاں

ادا تخلص ادا بیگم عرف چھمی لکھنوی شاگرد مرزا عباس عکس لکھنوی

مدّ لگی آسمان مشکل ہیئت وہ آئے جب — دوست دشمن کہی گئی ہی شہر امین گل کے پاس
دیتی ہوں صدا جدائی کے اٹھائے ادا — جان دینا ہے تو دیدے جا کے اُس قاتل کے پاس

امراو تخلص امراو جان طوائف لکھنوی۔

نقاہت کو مری ناطاقتی مجھ پر رولاتی ہے — ہنسانا ہے ضعیفی کو مرا عالم جوانی کا
یہ دل جب سے کہ خلوت خانۂ آئینہ رو کا ہے — تماشا ہی دیکھ حیران کو عہدہ پاسبانی کا

امراو تخلص امراو جان بنت امیر جان طوائف ساکن دہلی علی بخش والی مشہور ہیں

اسکے امراو تیرے دن اچھے — دن بدن مفلسی جو گھٹتی ہے

امیر تخلص امیر جان طوائف دہلی مادر امراو جان مذکور الصدر کی ہے

غصہ سے چہرہ سیر اگل نار ہو گیا — بس بار مجکو طعنۂ اغیار ہو گیا

امیر تخلص امیر بخش طوائف باشندۂ پورنیہ واقع بنگال ہے۔

کھل گیا راز نہاں پیتے ہی اک ساغر عشق — اب شرف لیجئے غافل تجھے ہشیار دیا
عرصۂ محشر میں اسکا ادب بھی مٹجائیگا — اپنی جا ہم ڈھونڈھ لینگے صاحب محفل کے

امیر تخلص امیر بیگم طوائف ساکنہ لکھنؤ عمدہ رقاصہ و مطربہ شہرۂ آفاق ہے

جدھر کے دیکھنے سے جان زار جاتی ہے — اسی طرف کو نظر بار بار جاتی ہے
یہ بغض تھا کہ نہ چھوڑا تمہارے کوچے میں — صبا لیے مرا مشت غبار جاتی ہے
یہ محو دید رخ گل ہے بلبل شیدا — نہیں خبر کہ چمن سے بہار جاتی ہے

بستی تخلص بستی بیگم رقاصہ اکبر آبادی۔

بستی ضرور چاہیے اسباب ظاہری — دنیا کے لوگ دیکھنے والے ہوا کے ہیں

بنو تخلص بنو جان خانگی دہلوی گلاب سنگھ آشفتہ کی معشوقہ تھی آشفتہ انکی مفارقت میں اپنا گلا کاٹ کر مرگیا یہ بھی بعد مرگ اسکے کسی سے ملتفت نہوئی اور چھ مہینے بعد

بعارضۂ تپ محرقہ فوت ہوئی۔

چھوڑکر مجھکو کہاں اے بتِ گمراہ چلا
تو چلا گیا کہ یہ دل بھی ترے ہمراہ چلا

چھنگیا غم سے مرا کشتۂ ابرو مرکر
اک چھری میرے گلے پر بھی مری آہ چلا

موت پر بس نہین چلتا ہی کہ مر دن کیا ورنہ
تو نہین ہی تو نہین زیست دو بارا مجھکو

اب کسے چین کہاں عیش کدھر بستر خواب
نہین مخمل بھی کم از بستر خارا جسکو

نعش آشفتہ کو پیر جنون نے پھونکا آگ سے
آتش غم بھی جو آمرگ کی کچھ کم یہ تھی

پری تخلص بی بی منیرہ عرف بی بی جو ساکنہ کلکتہ موزون خوش خلق و خوش جمال ہی انگریزی اردو و فارسی اچھی جانتی ہی اور کسی قدر عربی مین بھی مہارت رکھتی ہی

سنکے میرا غصہ غم سے کہتا ہی وہ شوخ
ہم نے سمجھے بوجھکر اس قصہ کا حاصل لیا ہو

اب کسی کے پانوں مین ایسے گر پڑے کیسے
بعد میرے ناز و انداز سلاسل کیا ہو

ہم ہین اور آپ ہین خلوت ہی کوئی غیر نہین
کیا عجب چین سے ہو جائے بسر وصل کی رات

پری تخلص مسماۃ پری جان عرف بچن طوائف ساکنہ اکبرآباد شاگرد منشی فدا حسین اسیر

گیسوئے پرپیچ جانان سے حضور
پیچ کی لیتا ہی کیون سنبل عبث

سلسلہ جنبان کا اچھا نہین ۱۲
ہی خیال گیسو و سنبل عبث

پکھراج تخلص پکھراج بیگم طوائف ساکنہ اکبرآباد دا تا وہین رہتی ہی طبیعت بہت اچھی پائی ہی کلام صاف و عمدہ ہوتا ہی۔

ہم ہی ہر طرح ٹھہرتے ہین خطاوار انکے
عیب بگڑتی ہی کوئی بات بنا دیتے ہین

خواب مین سیر کیا کرتی ہین آنکھین انکی
آپ سوتے ہین تو جادو کو جگا دیتے ہین

ساتھ لیجائے غم یار نہ کیونکر بس مرگ
یا لیسے بے زادِ سفر قصد سفر کیا کرتے

بار اٹھہ سکتا نہین ہوگئے کمر کا یارب
آپ پشتی گرانِ زیب کمر کیا کرتے

یہ ملاحت رخ دلکش کی کہان سے لاتے
ہمسری مجھسے بھلا شمس و قمر کیا کرتے

ساتھ ہم لیتے سرمایہ عدم کو اپنا   درد دل دیتے کسے سوز جگر کیا کرتے
جہاں نہ غم سے رہا زیر آسمان کوئی   بچا نہ ہاتھ سے اس چرخ کے جوان کوئی
دنیا میں مثل خواب ہماری حیات ہے   کیونکر خیال یار نہ پیش نظر رہے
تاریکی عمل سے کیا گور میں مقام   منزل میں شب ہوئی تو سر اپنی نظر رہے
گھبراؤ بعد مرگ بھی غم ساتھ ہے چلو   بہتر ہے پاس اپنے جو زاد سفر رہے

پیاری تخلص پیاری جان ساکنہ دادو حوال رنگ محلہ متعلقہ گجرات۔

نہ پوچھو اشتیاق وقت نزع   دو قدم جاتی ہے پھر آتی ہے روح

تسلی تخلص مہتاجان باشندہ کرنال۔

اے تسلی ترا دل چھین لیا ہے کسنے   ہاتھ سینہ پہ دھرے گور میں کیوں جاتی ہے

جان تخلص صاحب جان فرخ آباد کی رہنے والی طوائف ہے دہلی میں بھی چند روز رہی ہے

حال جانبازی کا میں کس سے کہوں   جس سے کہتی ہوں وہ ہی ہنستا ہے
جان و دل بیچتے ہیں ہم اپنا   ایک بوسہ پہ لیجیے سستا ہے

جعفری تخلص مسماۃ جعفری طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد منشی محمد حسین فضا بالفعل کلکتہ میں مقیم ہے۔

منہ کو آجائے کلیجہ ضبط کی طاقت نہیں   گر ہمارا دل رہے دم بھر کسی دل کے پاس ہے

چندا طوائف باشندہ دکن عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی کے عہد میں تھی میر محمد خان ایمان کے مشورہ سخن رکھتی تھی تیر اندازی و نیزہ بازی میں مثل مردوں کے مہارت کامل رکھتی اور شعرا کی قدر کرتی تھی کئی سو سپاہی اور چند شاعر اسکے نوکر تھے عورتوں میں سب سے پہلے اردو میں اسی عورت نے اپنا دیوان جمع کیا تھا مگر افسوس کہ وہ دیوان آج کل نہیں ملتا جن تذکروں میں دو ہی شعر اسکے نظر آئے میں بھی وہی لکھتا ہوں طبقات الشعرا سے ظاہر ہوتا ہے کہ [illegible] میں اسنے اپنا دیوان کسی انگریز کے نذر کیا تھا جو کتب خانہ سرکاری واقع لندن میں ہے

اخلاق سے تو اپنے واقف جہان ہوگا — پر آپ کو غلط کچھ اسکا گمان ہوگا
اک لخت پارہ پارہ کر ڈالون آئینہ کو — پر کیا کرون کہ تیرا منھ درمیان ہوگا

شوقی تخلص مسماۃ چھوٹی طوائف لکھنوی دربار مہاراجہ الور مین ملازم ہے۔

ز رمیرے ہاتھ آیا اسقدر چالاک ہے — جسکی چالاکی کے آگے برق بھی غمناک ہے

حجاب تخلص بی بی بائی عرف حمیدی طوائف ساکنہ کلکتہ محلہ کولوٹولہ شاگرد مولوی عصمت اللہ ابن شیخ ارشد تلمیذ مولوی عبد الغفور خان نساخ کم عمر صاحب طبع سلیم ہے تہذیب و اخلاق مین انتخاب علوم مروجہ سے ماہر ہے فن موسیقی اچھا جانتی ہے شعر گوئی کی جانب طبیعت زیادہ مائل ہے ریاست رامپور مین بھی آئی تھی۔

عدو کے کہنے سے مجھکو ذلیل و خوار کیا — سزا یہ اسکی ہے مین نے جو تمکو پیار کیا
کہونگا داور محشر کے آگے حشر مین بھی — کہ عمر بھر اسی کافر کو مین نے پیار کیا
ہم اسے بیچ مین آتے ہین انکی باتون کے — انھون نے وعدہ کیا ہمنے اعتبار کیا
بتا تو چرخ بھلا اس سے تجھکو کیا حاصل — کسی کا شیوۂ ذاتی جو اختیار کیا
مزا یہی ہے کہ طرفین سے ہو بیچینی — مرے تڑپنے نے انکو بھی بیقرار کیا
الگ دم بھی کسی کروٹ نہین ملتا آرام — ہائے بیچین ہین ہم درد جگر سے کیا کیا
اتنے کہدو کہ ہمین تمسے یہ امید نہ تھی — وعدہ ہمسے ہو اور ہو غیر کے گھر وصل کی رات
حال حجاب قابل شرح و بیان نہین — انسو نہ ٹپکے سنکے یہ وہ داستان نہین
وہ اور میرے گھر مین چلے آئین خود بخود — سر پر مرے حجاب مگر آسمان نہین
رقیب نے اسے رسوا کیا سر محفل — غضب تو یہ ہے کہ اسپر بھی شرمسار نہین
گلستان مین آج پھر سیر یار آنے کو ہے — مژدہ باد اے بلبلو فصل بہار آنے کو ہے
دھوم ہے گھر مین ہمارے یار آتا ہے حجاب — پھر استقبال لب پر جان زار آنے کو ہے
کیا تماشا ہے کہ لیکر آئنہ کو ہاتھ مین — دیکھکر زلفین وہ اپنی آپ بل کھانے لگے

پھر تصور کاکل جاناں کا مجھکو آگیا
سینۂ مجروح پہ پھر دو سانپ لہرانے لگے

شوخ ہو مینا کی ہو سفاک ہو چالاک ہو
کیوں شب وصلت میں مجھسے آپ شرمانے لگے

حجاب تخلص نبی جان طوائف باشندہ ابو پور ضلع میرٹھ چار برس ہوئے فوت ہوئی

نکلے نہ کیونکر بھلا منھ سے صدا واہ واہ
نام خدا اے صنم تیری ادا واہ واہ

حسن تخلص گنا جان طوائف ساکنہ دربھنگہ واقع بنگال یہ بھی تخلص کرتی ہے

ہاں لوٹ لیا ہوس نے وہ میرے داغ آرزو
کچھ اندھیر ایسا نظر آتا ہے مجھکو دل کے پاس

قاصد نہیں بتا تھا مجھے دہن شوخ میں
قیس آیا ہے لئے کب پردہ محمل کے پاس

حسن تخلص وزیر جان بنت گوہر جان طوائف ساکنہ پاٹا نالہ واقع لکھنؤ

نالۂ سوزاں جو کھینچے رو کے دن بھر ہیں
رشک سے بجلی جلی شرمندہ ابر تر ہوا

وہ مریض غم ہوں میں جسکو دوا آئے زہر
سر پہ جب صندل لگایا اور درد سر ہوا

حسین تخلص مسماۃ اختر جان طوائف باشندہ نگر لوہ منڈی آگرہ-

جب تک وہ ہم میں پیش نظر رہے
ہم اپنا دونوں ہاتھوں سے تھامے جگر رہے

صحرا نوردیوں کا ہمارے تو خوب ہے
اچھا ہے سر میں زلف کا سودا اگر رہے

جاناں تو تیغ ناز کو جب دم علم کرے
شرط نیاز یہ ہے کہ قدموں پہ سر رہے

حشمت تخلص بہو جان طوائف ساکنہ چہار گنج شاگرد منشی سید احمد نکہت لکھنوی

ٹھہر نہیں سکتا ہے اے قاتل تری تلوار کا
خون بہ جائے نہ جب تک بے کس دیدار کا

لامکاں تک جا چکی ہے بارہا آہ رسا
پھاندنا مشکل نہیں کچھ ہم کو اسکی دیوار کا

میں وہ صابر ہوں کیا میں نے نہ شکوہ آج تک
چرخ کے ہاتھوں سے کیا کیا کچھ نہ مجھپر ہو گیا

لے گیا پیغام اپنا بنکے قاصد یار تک
مرغ دل ہی بارہا اپنا کبوتر ہو گیا

حنا تخلص محمدی جان شاگرد سید الطاف حسین شہید ساکن مرزا پور

جو تھا میں عاشق ابرو تو تیغ قاتل کی
ہلال بنکے لپٹنے لگی گریباں سے

ابھری ہین اشک کے قطرون سے ابلے ایکصن
گھر نکال لے کوئی جیب و دامان سے

جلوہ مین لاش کے قاتل بھی ہے پیدا ہوا
لٹا کے گھر کو چلے ہم ہزار ساماں سے

خوشتر تخلص مینا جان نامے طوائف لکھنؤ شاگرد محمد رضا تخلص بہ طور باشندۂ لکھنؤ

جو پہنا پانوں مین سونے کا توڑا ای پری تونے
مسلسل پاے دیوانہ ہوا زنجیر آہن سے

بدی کی جسنے ہمسے ہم نے اسکے ساتھ نیکی کی
ہماری خو یہی ہے ہم دوستی کرتے ہین دشمن سے

خوشتر تخلص نور دز جان طوائف ساکنہ لکھنؤ بالفعل کلکتہ مین رہتی ہے۔

بعد میرے رحم آیا بھی تو کیا ای بیوفا
مین نے مانا تیر بر آئے تو کیا حاصل ہوا

خیا تخلص چھوٹی طوائف شاگرد سید الطاف حسین شیدا مرزاپوری—

ہوا ہے ابر کا دم بند چشم گریان سے
جلی ہے برق بھی کیا کیا نہ آہ سوزان سے

چھپا ہے رات کے پردہ مین منھ چھپا بیٹھے
مقابلہ کو گئے تھے وہ جو ماہ تابان سے

خورشید تخلص خورشید جان طوائف ساکنہ کانپور مقیم کلکتہ شاگرد حافظ محمد امین [illegible]

اس بت کمسن کی شوخی بھی ادا سے کم نہین
لیکے دل کو پوچھتا ہے کیون ترا دل کیا ہوا

خون تو میرا گریبان گیر ہے ای بیخودی
چھٹ گیا گر ہاتھ سے دامان قاتل کیا ہوا

ہم تڑپتے ہین تو ہنس ہنس کے یہ فرماتے ہین
کیا ہوا تھا یہ ترا درد جگر وصل کی رات

البر تخلص چھوٹی بیگم طوائف حیدرآبادی—

ہر روز جو تم روٹھ کے تیوری ہو بدلتے
بیجا تو ہمین ناز اٹھانا نہین آتا

ہے چوکھٹ آپکی اور سر ہمارا
قیامت تک ہمین ٹکرائینگے ہم

زہرہ تخلص نصیبن نامے گاین دربار شاہ دہلی مخاطب بہ خطاب زہرہ تھی—

لب سے دیگے نہ وہ تجھے زہرہ
منھ لگاتا ہے کون سائل کو

دل سکے مین ہو تمکا کسیکو کوئی بیتاب ہو
ساغر خون کسلیے یہ دیدۂ پر آب ہو

باغ ہو آب رواں ہو اور شب مہتاب ہو
ساقی ہو دف ہو مے ہو جلسۂ احباب ہو

زہرہ تخلص منی بائی طوائف وطن اسکا کشمیر مولد و مسکن کلکتہ ہے مولوی عبد الغفور نساخ سے مشورۂ سخن رکھتی ہے اب منہیات شرعیہ سے تائب ہو کر گوشہ نشینی قبول کی ہے جزاہ اللہ۔

دل ہمارا درد کا پتلا بنا ہی نہیں	ہے تصور رو بہ مدام جو آہ بتلا بے پیر کا
کیا کسی مہوش کا زہرہ اسکو بھی انتظار	وعدہ عاشق کی صورت ہے جو پیدا اثر میں
رو دیے ہیں سر پٹکے میں زندگی آک خدا	جب ملے وہ جان جان کیوں ہو ملال زندگی

زہرہ تخلص کوئی طوائف اینالہ کی رہنے والی ہے نام معلوم نہیں ہوا چند شعر اسکے تذکرہ چمن انداز مرتبہ و مولفہ منشی درگا پرشاد نادر دہلوی سے انتخاب کر کے لکھے جاتے ہیں

ہے تمہارا جان نثار اب مر چلا	دیکھنے جاؤ خدا کے واسطے
غیر سے ملکر نہ چار آنکھیں کرو	کچھ تو شرماؤ خدا کے واسطے

زہرہ تخلص مسماۃ لطیفن طوائف ساکنہ کرنال شاگرد مولوی ظہور علی ظہور دہلوی فارسی مع قواعد جانتی تھی اور زبان فارسی میں بہ فصاحت گفتگو کرتی تھی۔

دور پر ہو گیا تھے ہوتے اگر وہ ہزار پیر	پروانہ کرتا شمع پہ سارے نثار
پاس ہم سنگ کے دھر ہی کیا بہ زر نظر	جس طرح پتھر دھرا ہو کوئی پتھر کے پاس

زہرہ تخلص امراؤ جان عرف چھٹن طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد آغا علی شمس لکھنوی نو عمر و طبیعت دار عورت ہے بازار چوک لکھنؤ میں رہتی ہے سنا ہے ایک مختصر دیوان بھی جمع کیا ہے شعر گوئی کا شوق زیادہ ہے۔

اپنی اپنی ہر ایک کہتا ہے	کوئی میرا نہ مدعا سمجھا
ہاے بے خانہ خراب ہوا	عشق کی میں نے انتہا سمجھا
ہوتا نہیں کچھ کام بھی اس پردہ نشین سے	آیا نہیں جاتا تو بلایا نہیں جاتا
کچھ آج عجب حال ہے سینہ میں جگر کا	سامان اب اچھا نہیں پایا نہیں جاتا

امراؤ جان

[illegible]

امتحان ہی اگر مرا منظور
آپ کیجے آزمانے دل کو

نہو کوئی شہر و دشت میں لیکن
اب کہان لیکے جائیے دل کو

کرو خون سے میرے تم ہاتھ رنگین
یہ مہندی ہی صاحب لگانے کے قابل

رہے عمر بھر قید کنج قفس میں
کہان بال و پر ہم ہلانے کے قابل

رقیب سیہ رو کو نامہ نہ لکھو
وہ حرف غلط ہی مٹانے کے قابل

عبث وصل جانان کے جھگڑے میں عشق
غم و رنج و فرقت ہی کھانے کے قابل

زینب تخلص نگین طوائف ساکنہ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد میر اصغر علی اصغر

کیا کہوں چپ چپ ہیں سب شمع شبستان عدم
کوئی بتلاتا نہیں منزل بہ منزل کیا ہوا

ہم ہیں ناواقف نہ جسے اٹھ سکی سختی حجر
تجربہ کارون سے پوچھو وقت مشکل کیا ہوا

اجل جو حسرت لبوس و کنار میں آئی۔
چھٹے کے ناخن کو قاتل نے حنا بستہ کیا

جنون کے ہاتھ سے دامن بچا کے رکھا تھا
لپٹ کے گوشت میں کاٹو میں ناخن نار نار کیا

زینت تخلص زینت بیگم شاہد بازاری دہلی مرزا ابراہیم بیگ مقتول کی محبوبہ تھی اور برابر اداء پر حالات دہلی سے لکھنؤ چلی گئی بعض تذکرہ نویسون نے اسکا تخلص نازک بھی لکھا ہے

شب مہتاب میں تا صبح زینت
خیال یار ہو تو ہی اور ہم ہیں

ہی نالہ و زاری کا مرے شور فلک پر
پر وہ بت مغرور کہ کوئی کان دھرے ہی

شمیم تخلص بنگالی طوائف ساکنہ بنارس مقیم عظیم آباد پٹنہ۔

کشتنی کون ہی اے دل نگہ یار میں آج
تیغ سنتا ہون کہ ہی دست ستمگار میں آج

نعت کہتا ہی قدم یار سے سر کے رکھنا
شوق کہتا ہی کہ رہ کوچۂ دلدار میں آج

سردار تخلص سردار بیگم متوطن لکھنؤ مقیم آگرہ وہ شریف خاندان کی عورت تھی مگر ہوگئی تھی پیشہ رقص و سرود اختیار کر لیا اب نامی طوائفوں میں گنی جاتی ہی علانیہ فسق و فجور میں مبتلا ہی نعوذ باللہ منہا۔ افسوس ہمارے ملک میں بیوہ کا عقد ثانی معیوب

سمجھا جاتا ہی باوجودیکہ اہل اسلام مین شرعاً اور اہل ہنود مین بھی نکاح ثانی بیوہ کا جائز ہی مگر ہمارے ملک کے نادان شرفا بیوہ کا نکاح ثانی ناجائز سمجھتے ہین اور اس امر کا مطلق خیال نہین کرتے کہ اُنکے بیوہ رہنے سے کیا کیا خراب نتیجے پیدا ہوتے ہین اور اُن نتائج ناقصہ کا اثر کہانتک پہونچتا ہی کیا خوب ہو جو بیوہ رسم ہمارے ملک سے نابود ہو ہر چند دل چاہتا ہی کہ اس بحث خاص کی نسبت کچھ زیادہ تحریر کرون مگر یہہ خیال آتا ہی کہ یہہ تو تذکرۂ شعرا ہی اس مضمون کو ملتوی رکھون اور کسی مقام پر اسکا اعادہ کرون الغرض خیال آمد الذکر غالب رہا اب اس بحث کو یہان ہی ناتمام رکھکر سردار کے اشعار سناتا ہون یہہ شاعرہ ناخواندہ ہی

نکالا گل سے جو دل کو تو سے بیچ اے بلبل — ہین چند روزہ بہار کے دن یہ گل ہو رفتہ خزان ہی

آتی نہین ہی نیند شب ہجر مین مجھے — ہی کوئی ایسا اُس سے مرا پھیر لائے دل

فریاد کر رہا ہون مین گھڑیال کیطرح — یارب وہ خود سے جلے جو ہمارا جلائے دل

لگی پھر آنکھ سحر تلک مجھے یاد اپنی لا لا کے — مرے پاس سے وہ چلے گئے مرے دل کو لیکے ہے

ہمشو عاشق اُسی کے ہو بیٹھے — دل سے صبر و قرار کھو بیٹھے

صورت اُسکی نظر نہ آئیگی — دل ہی دل مین کڑھا کرو سو بیٹھے

شباب تخلص سماۃ حسین بانو بیٹی طوائف ہمشیرۂ خرد محمدی جہان خانساماں کو د سید الطاف حسین شیدا ساکن مرزاپور -

الله رے اشتیاق کسی کا پس فنا — آنکھین کھلی ہین دیدۂ بیدار کیطرح

تیور اُدھر چڑھے تو ادھر ہم فنا ہوئے — نازک مزاج ہم بھی ہین سرکار کیطرح

سباب تخلص محمدی جان طوائف باشندۂ کلکتہ شاگرد منشی عبد الرحیم ... طبع و صاحب طبع سلیم عورت ہی -

آج اسکی دلربائی نے دیا مجکو فریب — ہو گیا ہی بیخودی مین محو اے دل کیا ہوا

ہو گئی ہی زندگی آخر گناہون مین مری — ہاتھ خالی ہی مرا زادِ سفر کچھ بھی نہین

ڈھونڈھتا ہون کب سے دل کو کچھ پتا لگتا نہین
اشک کے ریلے مین شاید دل بھی بہہ کر گیا

شرم تخلص امامی جان طوائف ساکنۂ چوک لکھنؤ زیر اکبری دروازہ

جو خوش ہوے تو بغیر التجا ہوا وعدۂ وصل
جو ضد پہ آئے تو پھر کیا ہزار بار کہین

اثر یہ خاک لحد مین ہے کہ چھو جانے سے
مرض ہجر کے بیمار شفا پاتے ہین

شرم تخلص چھوٹی طوائف ساکنۂ لکھنؤ کلکتہ بھی ہو آئی ہے

مردے زندہ ہوگئے پازیب کی جھنکار سے
ہر قدم پر حشر برپا ہے تری رفتار سے

بیکسی رشک سحر کا نظارہ ہوا ہے
کہ خورشید آنکھون کا تارا ہوا ہے

مٹے غیر سے یار آنکھون کے آگے
مری جان یہ کسکو گوارا ہوا ہے

شریر تخلص چکن طوائف بنت بندا طوائف ساکنۂ ملیسر ضلع ایٹہ بالفعل کلکتہ مین رہتی ہے اور مرزا امیر بیگ متخلص بہ میرزا دہلوی سے اصلاح سخن حاصل کرتی ہے

پڑھ ایسا کچھ افسون کہ شوخی قید ہو جائے
غزالان حرم سے آئے کہ چشم یار مین آئے

شوخ تخلص مولا جان طوائف کانپوری مقیم کلکتہ شاگرد منشی عبد الرحیم ابد شعر خوب کہتی ہے اور پڑھتی ہے

غش مجھے آیا تو گھبرا کر یہ کہتا ہے وہ شوخ
میرے عاشق میرے شیدا میرے بسمل کیا ہوا

کسکی حیرت کا تصور بندھ گیا
آج کیون چپ صورت تصویر ہو

کہنے مین ملنا تو کچھ مشکل نہین
ہان تمہاری آہ مین تاثیر ہو

بے بلائے وہ چلے آئین یہان
دوستو ایسی کوئی تدبیر ہو

فاتحہ پڑھتے ہین غیر دکھلانے کے لیے
ہائے کس ناز سے ٹھکرا کے مٹاتے ہین تربت میری

دل ہی شق ہو گیا کیون مجھے رخصت دیتے
ہون تو ناچیز مگر دیکھئے ہمت میری

شوق تخلص کریم بخش طوائف ساکنۂ موضع مرتضےپور ضلع امراوتی واقع دکن شاگرد منشی بسم اللہ خان بسمل

فرقت یار صنم میں اسقدر روتا رہا | اشک چشم تر سے بہکر سیل دریا ہو گیا

شیرین تخلص شیرین جان طوائف ساکنہ لکھنؤ تلمیذ تسلیم کلکتہ۔

دیر سے ہم سر جھکائے منتظر ہیں تیغ کے | دست و بازو کو ترے اے شوخ قاتل کیا ہوا
رات باقی ہے ذرا ٹھہر جا ابھی جلدی کیا ہے | دل شیدا مجھے بیتاب نکر وصل کی رات

شیرین تخلص بیگا نام طوائف باشندہ لکھنؤ پہلے میر مہدی شہید سے اصلاح سخن حاصل کی بعدہ شیخ امداد علی بحر لکھنوی کے فیض تلمذ سے مستفیض ہو کر صاحب دیوان ہوئی

آنکھ جب مستی لگائی اور جوبن ہو گیا | برگ گل اعجاز لب سے برگ سوسن ہو گیا
لخت دل آئے شاخ مژگاں پر | نخل الفت کا یہ ثمر دیکھا
دہن یار کا بوسہ نہیں ملتا دل کو | چشمۂ آب بقا پہ ہے سکندر بیتاب
جو لگی ہے ہمیں زلف و ابرو کی الفت | مقدر میں تھی سانپ بچھو کی الفت
چمکتے ہیں گیسو پہ افشاں کے ذرے | ہوئی شاخ سنبل کو جگنو کی الفت
کیونکر رہیں حواس جو قابو سے جائے دل | ای کاش موت آئے کسی پر نہ آئے دل
باتیں وہ دلفریب ادائیں وہ دلربا | ایسے پری خصال پہ کیونکر نہ آئے دل
کیونکر اسے نکال کے سینے سے پھینک دیں | زلفوں میں پھر کسی کی نہ جا کر پھنسائے دل
الفت بھی چاہیے تو ذرا دیکھ بھال کے | ہر شعلہ رو کو چاہے تو چولہے میں جائے دل
بے طور بے مروت و ناآشنا ہو تم | تم سے خدا نخواستہ کوئی لگائے دل
خدا جانے کیا دل میں ہے بدگمانی | مرے ہاتھ کا پان کھاتے نہیں ہو

شیرین تخلص شیرین وحید نامی لکھنوی فی البدیہہ شعر کہتی ہے رقص و سرود میں کمال رکھتی ہے

فصل گل آئی ہے اے دست جنوں دھیان رہے | ٹکڑے ٹکڑے دامن ہو سلامت نہ گریبان رہے
تیری صورت پہ نظر ہو ترے قدموں پہ ہو سر | تیری الفت میں مروں میرا یہ ایمان رہے

صاحب تخلص امتہ الفاطمہ نامی طوائف پورب کی رہنے والی قبل از بلوغ

شیدا ۱۸۵۷ع کیا رہکر دہلی میں ہوئی حکیم مومن خان مومن دہلوی سے خواستگار معالجہ ہوئی حکیم صاحب اُسکے دیکھتے ہی خود مریض عشق ہوگئے اور محبوبہ کے شربت وصال سے سیر ہوئے اور ایک سال یہ دلربا الکعشہ چلی گئی گاہ گاہ شعر بھی کہتی تھی اور اپنے مطالب کے فیض تلمذ سے بہرہ ور تھی۔

لکھ گیا صنم کے انکار سے ہیں زاہد	یہ جلوہ خدا نے دکھایا تو دیکھا
کھو دے ہیں آنکھ اپنے سر چشمۂ یوسفی کے بند	[illegible] کمر کے نسیم سے کہدو قبلے گی
اٹھی ہے جانب اغیار دیکھیے کب ہو	پھری ہی کچھ نظر یار دیکھیے کیا ہو

صنم تخلص درگا نام طوایف ساکنہ اکبرآباد درگا بائی مشہور ہی اور فاحشہ ہائے بازاری آگرہ میں مشمول و خلیق شمار ہوتی ہی۔

چھپایا گر رخ پر نور اپنا	جیے کا طالب دیدار کیونکر

صنم تخلص مہین طوایف پنجابی مقیم کلکتہ شاگرد غلام حبیب خان۔

چھپا گلبن یار کی کمر تھی میں قیامت برپا	سیکڑوں بار سجائی ہیں گجر وصل کی رات

صنوبر تخلص چھوٹی طوایف ساکنہ جالندھر دہلی میں فوت ہوئی۔

زندگی تک کے یار ہیں وہ لوگ	مر گئے پر یہ آشنا کے
دل نہ دے انکو تو خدا کو مان	ای صنوبر یہ بت جلا کے

عزیز تخلص عزیز طوایف ساکنہ دہلی شاگرد سعادت یار خان رنگین۔

تم نہ دیکھوگے تو ہیں اک بار	ہم تمہیں بار بار دیکھینگے

عمیدہ ونام طوایف دہلوی۔

گورنگ گل کو دکھا جاتی ہے کہدو	تصویر میں کھینچے دہن ایک مگر ایسی

فاطمہ تخلص فاطمہ بیگم باشندۂ آگرہ۔

نازک دماغ وہ ہیں تو یان بجلی ہی گشت	ہم خود بھی ایسے ہیں کہ منایا نہ جائیگا

فرحت تخلص فرحت بیگم شاہد بازاری فیض آباد کی رہنے والی ہیں۔

میں جلوں اور کرے غیر سے یوں گرم بغل | دل میں شعلۂ رشک ہو بھڑکے تو بھی نہیں عجب کیا
دل لگایا ہی تیری زلف رسا سے کچھ ہو | سانپ کو دیکھ لیا اب تو بلا سے کچھ ہو
میں نہ چھوڑونگا سر زلف بتاں ای دل | میری کیا مجکو پڑی تیری بلا سے کچھ ہو

فرحت تخلص فرح بخش طوائف ساکنۂ کاٹھمہ۔

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہونی کیا | نگاہ پاک کی شاید یہی تاثیر ہوتی ہے

فریدن تخلص فریدن نامے طوائف ساکنۂ میرٹھ دہلی میں کچھ عرصہ رہی تھی حافظ عبدالرحمان خان احسان کی شاگرد تھی۔

ایک ہی زبان رکھو تو ہمکو زبان دو | کرتی ہی رو سیاہ قلم کو زبان دو

قاتل تخلص محبوب جان طوائف فیروزآبادی۔

صدا جو جھانجھ کی پہونچی ہمارے کانوں میں | تو شوق دل نے نکالا مزار سے ہمکو
فقیر عشق ہیں قاتل خدا کے بندے ہیں | امید وصل ہے پروردگار سے ہمکو

گلبن تخلص گلبن نامے بھنگیرن باشندۂ بازار بھرتپور۔

آہ میں ہوتی اگر حضرت شبیر کے ساتھ | مارتی شمر موئے کو کسی تدبیر کے ساتھ

گنا تخلص گنا جان لکھنوی۔

یقین کیجیے دولت سرا میں یار نہیں | دل طپیدہ کو پہلو میں جو قرار نہیں
بنایا مجکو زمانے نے آخرش یہ رنگ | کیا نہ کونسا یاروں نے مجھپہ وار نہیں

گل تخلص نواب جان طوائف ساکنۂ آرہ ضلع شاہ آباد واقع بنگال۔

کیوں شب ہجر کا دھوکا نہ ہو میرے دل کو | کھل گئے زلف کے تیرے رخ پہ اگر دل کی ردا

گوہر تخلص گوہر نامے طوائف باشندۂ لکھنؤ مقیم گوالیار۔

ای فلک اس ظلم سے کیا بڑھ گیا تیرا عروج | خاک میں ہمکو ملایا تجھکو حاصل کیا ہوا

ہے تجاہل خون ناحق کے چھپانے کے لیے | اپنے بسمل سے جو خود لپٹا ہے قاتل کیا ہوا

گوہر تخلص گوہر طوائف ساکنہ پرتاب گڈھ علاقہ اودھ۔

وا نظر ہے کیوں نہ غنچہ بھی | صفحۂ روزگار میں ہم بھی
آبرو کیوں نہ ہو عزیز ہمیں | گوہر آبدار ہیں ہم بھی

گوہر تخلص لعل بے بہا نامے طوائف باشندہ لکھنؤ۔ خدا جانے یہ وہی گوہر ہیں جو بالفعل گوالیار میں ہیں یا دوسری۔

تھا ابھی ذکر تمھارا کہ ابھی تم آئے | میری تاثیر زباں کھینچ کے لے آئی ہے
فرد ای شوق ہم آغوش کہ جلتے ہیں نصیب | لیکے انگڑائی وہ کہتے ہیں کہ نیند آئی ہے
راہ میں مل گیا بتخانہ بھلے کو زاہد | کعبہ کو جا ہی چکا تھا ترے بہکانے سے

گیتی آرا تخلص و نام شاہد بازاری بہادر گنج واقع دہلی کا ہے۔

ہمنشیں میں وہ کہاں کوئی ٹھکانا نہ رہا | یا حسیں وہ نہ رہے یا وہ زمانہ نہ رہا

لطیف تخلص اللہ جوائی طوائف ساکنہ پٹنہ فی الحال عظیمگڈھ میں مقیم ہے۔

آنے کا آس پری کے مجھے اشتباہ ہے | دروازہ کی طرف مری ہر دم نگاہ ہے

ماہ تخلص مغلی بیگم ساکنہ دہلی۔

ماہ کا سینہ ہوا چاک جو ابرو دیکھکر | دیکھ لو بنکر کے نکلا آج وہ شکل ہلال

ماہ تخلص ایک طوائف لکھنؤ کی ہے۔

کاکل میں میرے دل کو گرفتار کر چلے | کالی بلا سے ہاے اسے مار کر چلے

ماہ لقا تخلص ماہ لقا نامے طوائف ساکنہ حیدرآباد دکن راجہ چندو لال کھتری کی سرکار میں ملازم تھی۔

پہلے ہی سے چلا کے مرے دل کو ستا | ای مرغ سحر چپ رہ ابھی رات بڑی ہے

مخمور تخلص حسینی جان عرف بائی حسینی طوائف ساکنہ بنارس محلہ دال منڈی

کہا یہ دیکھ کے جنازہ کو یار نے کاندھا
سفر ہی دور کا یارو قدم بڑھائے ہوئے

قرار و صبر و ہوش و حواس و دل و جگر چھوٹے
تمہارے عشق مین اپنے تھے جو پیارے کھوئے

شہید ہم ہین ہمین احتیاج غسل نہین
کسی کی تیغ کے پانی سے ہین نہائے ہوئے

اگر خدا کے نہ قہر و غضب کا خوف آئے
بتون کے عشق مین بہشت خاک کیا نہ کیے

فریب تخلص زینب طوائف شاگرد میر یوسف علی یوسف لکھنوی —

جلوہ گر ہی شام اب تو ترے کوچے کے قریب
شب کی شب ٹھہرے ادھر ظالم خدا نے رکھا

مستور تخلص مستور بیگم ساکنہ لکھنؤ۔

خزان مین بھی نہ کسی سال کم ہوئی وحشت
رہا ہی اپنا گریبان سدا رفو رسوان

مشتری تخلص قمرن جان عرف چھجو متوطن خیرآباد ضلع سیتاپور مقیم لکھنؤ بازار چوک رقاصہ خوش خط خوش فکر خوش گلو ہے فن موسیقی سے ماہر اور آغا علی شمس لکھنوی کی شاگردی سے سرفراز ہے فارسی شعر بھی اچھا کہتی ہے صاحب دیوان فارسی و اردو ہے

انقلاب سحر و شب کے تماشے دیکھے
گذرے ہین شعبدہ دہر نظر سے کیا کیا

قاتل کے ہاتھ پانون سے سرخی نہ جائیگی
خون شہید ناز ہی رنگ حنا نہین

پالا پڑا ہی کس بت بدخو سے ای خدا
اپنے سوا کسی کو جو پہچانتا نہین

اس وقت آپ میری عیادت کو آئے ہین
جب سن چکے گلے سے آمد تو دوا نہین

ناحق ہین ناز حسن سے یہ بے نیاز یان
بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہین

دم آخر جو بسمل کی طرح دم بھر کا
قضا کے بھیس مین آیا وہ فتنہ خو تو نہین

کھنچی کی لب گمین فرشتے
جانے کی وہان صحبت ال بھی ہی

غفلت مین ہم انکو دیکھتے ہین
ہی خواب بھی کچھ خیال بھی ہی

ملے خاک مین جور گردون دون سے
مکین کیسے کیسے مکان کیسے کیسے

کافی ہی رگ جان کے لیے نشتر مژگان
عاشق کو ترے حاجت فصاد نہین ہی

شاید کسی محو درد کا ہی آئے دل
کہتے ہیں چرخ ستم ایجاد نہیں ہے

اس صفحۂ دل پر ہو تیری آنکھ کا نقش
کیجے نظر جسکو یہ وہ صاد نہیں ہے

دل میں ہمہ چشم کا بیمار رہے
ہنسنے میری ناتوانی دیکھ لی

ہنستی رہتی ہی تو مشکل تھی رہائی مجکو
سستی چھوٹی جو ترے ہاتھ سے مرگ چھوٹی

معشوق تخلص الٰہی جلیہ سید ون ساکنہ کلکتہ بی بیرو تخلص بہ پری کی ہمشیر ہے

ہجر میں پہلو کو خالی دیکھکر حیران ہوں
پوچھتا ہی جان سے میرا جگر دل کیا ہوا

مغل تخلص مینا جان مشہور بہ مغل جان بنت امیر بیگم الٰہی والی بہادری واقع دہلی پیر بخشی نیکلا سنگر کشمیری دہلوی کے نطفہ سے پیدا ہوئی گانے بجانے میں خوب مہارت رکھتی ہے خصوصاً ستار نوازی میں شہرۂ آفاق ہے۔

نقش خون آلودہ میری کیوں نہیں کی پائمال
پاؤں میں کیوں ترے کیا یہ حنا تھی میں نہ تھا

جب کہا اس قاتل نے قتل عام پر باندھی کمر
وائے ناکامی کہ واں خلق خدا تھی میں نہ تھا

زلف کے بوسہ پہ ناحق مجھسے برہم ہو گئے
یہ دل سودائی کی بیجا سے خطا تھی میں نہ تھا

شاخ گل گلشن میں اسپر سطح دور آ گئے
اے مغل کیا کیجیے اس گل کا سا تھی میں نہ تھا

یہ وفا ان سے کیا وفا ہو گی
آشنائی نہ کر خدا سے ڈر

منو تخلص منو جان ساکنہ کرنال۔

تم سنو یا مت سنو اے جان من
پڑھا ہر صبح دیجا تے میں ہم

مہر تخلص چینا جان عرف کالی ساکنہ کرنال۔

بوقت نزع بالین پر مرے آئے تو کیا آئے
دم آخر جو تمکو ایک دم دیکھا تو کیا دیکھا

ہمکو سینے سے لگانا چاہیے
غیر کی چھاتی جلانا چاہیے

مہک تخلص نگن طوائف لکھنوی شاگرد امداد حسین خان رضا لکھنوی۔

بچے اُن سے جو کہ درد جدائی کا گیا
رو دیے تھام کے آنسو گے جگر وصل کی رات

قتل منظور اگر ہو تو خنجر ملوا ابرو	ہم تو مدت سے گلے بیٹھے ہیں تلواروں کے
بس رہی ہے کیا کسی کی زلف میں	آج کچھ نکہت ہوئی آتی ہے روح
کون سوتا ہے گلے لپٹا ہوا	ناز کرتا دل ہے اٹھلاتی ہے روح

ناز تخلص گلاب طوائف ساکن آرہ ضلع شاہ آباد شاگرد خواجہ فخرالدین حسین سخن دہلوی۔

امید زیست کیا الفت میں اپنی ہے اب	پھر جذب دل دکھائیگا اپنا کمال کب
فرقت تیغ نگاہ یار میں	بیجان کی طرح تڑپا کی ہے روح

ناز تخلص سندری جان طوائف عظیم آباد کی علم انگریزی و فارسی میں اچھی مہارت ہے سوئی کا کام بھی خوب کرتی ہے حکیم آغا حسین ازل کی شاگرد ہے۔

شب وصل کرتے ہو عاشق سے غیبت	نکالا ہے تم نے یہ جھگڑا کہاں کا
ارے آسمان تیرے نالوں سے ڈر تو	ارادہ یہ رکھتے ہیں اب لامکان کا
سمجھتا ہوں میں یار دن کے بطور ہوں منزل	نشان ہے کوئی اب مجھے کاروان کا
وہ خنجر یہ سر دونوں حاضر ہیں اے ستم	ارادہ ہو دل میں اگر امتحان کا

ناز تخلص اچھی بی طوائف ساکن لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد مرزا فدا حسین فضا۔

پہلے جل گیا حرارت داغ فراق سے	اس آفتاب حشر کا ہوگا زوال کب

ناز تخلص امراؤ جان طوائف ساکن سندیلہ ضلع ہردوئی مقیم خیرآباد ضلع سیتاپور بلا کی طبیعت پائی ہے کم سنی و کم استعدادی پر قیامت آشنائی ہے۔

قید میں پڑ گئی گھڑی کس پر	درد تھا نالہ سلسل میں
کاش چھڑوالے مجھے کوئی آکے	شب ہجران بڑی ہے مشکل میں
ٹوٹتی پھرتی تھی قضا ہمراہ	کیا ادا تھی تمہارے بسمل میں
مانا نکلے نہ آرزو نہ سہی	آرزو بنکے آئیں تو دل میں

غیر سے ملنا ہی بات کسی کو گلہ سے مطلب کیا
عدو سے مجھ کو شکایت ہے کچھ مجھے گفتگو تو نہیں

کچھ تبسم سا لب ناز پہ پہنچی نظر میں
کن اداؤں سے شب وصل وہ شرمائے ہیں

جی بھر آیا بس اک نگاہ شرم کے ساتھ
ہے کشش حسرت اٹھا نگاہ کے ساتھ

دل کو بے درد چھپیل کر نکلی
ٹکڑے جگر کے کچھ آئے آہ کے ساتھ

دیکھیے آنکھ سے کیوں خون تمنا ہوئے
بات بنتی جو ہم آنکے لب گویا ہوتے

چھپتا ناہی کسی کا ناوک ناز
گدگدی سی جگر میں اٹھتی ہے

ناز تخلص بی جان نامے طوائف ساکنہ فرخ آباد۔

زہرہ بلا میں نیچے لگی آسمان پر
توڑا لیا جو ناچ میں کس نے اٹھا کے ہاتھ

ناز تخلص کیتی آرا بیگم بنت کمالی خانم دہلوی نہایت شوخ مزاج و چالاک عورت ہے

تمہارے پاؤں کے ناخن کی ہمسری ہو گی
بلال لاکھ سر آسمان بنا بگڑا

ہمارے ہیں لکھے ہزاروں جلے دکھ دینگے
یہ انکی عین عنایت ہے کہ ہم ایذا دکھتے ہیں

ہمنے دکھلا دیا کمال عشق
ابتدا ہی میں انتہا کر کے

غلط فہمی ہے اپنی آپ کو ہم باوفا سمجھے
بڑا دھوکا ہوا نا آشنا کو آشنا سمجھے

ناز تخلص امیر جان بنت گوہر جان طوائف ساکنہ لکھنو۔

اور مہمان ہوں کوئی دم کا ذرا ٹھہرو تو
کیا چلے جاؤگے اب چھوڑ کے بسمل مجھکو

گھر میاں یاد نے کیں غیر سے میرے آگے
صفت شمع جلایا سر محفل مجھکو

نازان تخلص ننھی جان طوائف عرف چھل بل ساکنہ کلکتہ۔

ساتھ فرقت کی مصیبت میں کسی نے نہ دیا
ہاں رفیق ایک جو نکلا تو مرا دل نکلا

پہلے اک غنچہ پژمردہ سمجھکر پھینکا
پھر تڑپتے ہوئے دیکھا تو مرا دل نکلا

نازک تخلص زینت جان دہلوی۔

ہے نالہ و زاری کا مری شور فلک تک
پر وہ بت گلفام کوئی کان دھرے ہے

نازک تخلص چھوٹن جان نام مرزا شاہرخ بہادر مرحوم کی مگائیون مین تھی پھر چھٹ جان طوائف کے ڈیرہ مین داخل ہوئی بڑی ہوشیار روخشنہ پرداز عورت تھی فارسی اچھی جانتی ہی

کہتا ہون مین خدا سے یہ لب پہ جاے دل ‏— ایسا نہو کہ پیار کسی بت پہ آئے دل
نازک شب فراق مین اتنا نہ روئیے ‏— اشکون کی جا نکل نہ پڑین ٹکڑے ہاے دل

نجیبن تخلص و نام ایک عورت بازاری دہلی کا ہی

تک دیکھو بعد مرگ مرے انتظار کو ‏— نرگس سے چھا لیا ہی ہمارے مزار کو

نزاکت تخلص رمجو نام طوائف باشندۂ نارنول نواب حاجی مصطفےٰ خان شیفتہ ایام شباب مین اس آفت روزگار پر مائل تھے بعد جب منہیات شرعی سے تائب ہوے اس سے بھی تعلق قطع کر دیا شیفتہ مرحوم کی صحبت نے اسکو شاعر بھی بنا دیا۔

بس کہ رہتا ہی یار آنکھون مین ‏— ہو گئی نظر بیقرار آنکھون مین
سرمۂ خاک پا عنایت ہو ‏— آگیا ہی غبار آنکھون مین
یاد آئے کہ جو گلشن مین ‏— ہو رگ گل بھی خار آنکھون مین

پڑا ہی خون دل مرے قدم تک جابجا میرے ‏— بنایا ہی مجھے گویا کہ خاک کوے قاتل سے
کیونکر نہ مین قربان ہون جب تک کہ ہی مارے ‏— ہمکو جفا کا شوق ہی اہل وفا یان کون ہی
ہم نہین دشمن کو چھپاتا ہی تو قاصد ‏— کہتا ہی کسی سے کوئی نادان خبر ایسی

نزاکت تخلص گندو نام بنت حسینی طوائف دہلوی میر واحد علی لکھنوی شگفتہ تخلص حکیم جیپور کی شاگرد ہی ستار عمدہ بجاتی ہی

خواہش دین نہ کام دنیا سے ‏— مین گنہگار ہون تو تیرا ہون
تو سیہ رخ کا دیتے ہین گیسو چھونے دیتے نہین ‏— یون ہی اک عمر گذری ہی کہ صبح و شام کرتے ہین

نزاکت تخلص ایک شاہد بازاری شہر بمبئی کا ہی

اسی سے ہی درد و الم عاشقون کو ‏— یہ ہی نقش الفت مٹانے کے قابل

نقاب تخلص حمیدن بائی طوائف ساکنہ کلکتہ چھوٹی بہن بائی حجاب تخلص کی ہے

نقاب اس سبب سے تو ملتا نہ تھا مگر — وہ ظالم ستائیگا تیرا دل
دور سے بزم جاناں میں میں تنہا رہ گیا — یہ نہ جانا ہے کوئی ایک بہانہ سے

نورن تخلص مسماۃ نورن ساکنہ فرخ آباد۔

مارا تھا تیری زلف کے کل جسکو گلبدن — باغ جہان سے آج وہ بیمار اٹھ گیا

نوشابہ تخلص امجدی جان ساکنہ رام پور رزیڈنٹ لکھنؤ شاگرد میر صادق علی مائل۔

آسمان صبح کو عاشق سے عوض لیگا ضرور — جیسے بدلے میں شب ہجر کے چار پہر وصل کی رات

وزیر تخلص وزیر بیگم طوائف ساکنہ خیر آباد ضلع سیتاپور۔

نہیں جب ثبات دنیا تو مجھے ترا گلہ کیا — مرے ساتھ عہد کیونکر ترا استوار ہوتا
تجھے کب غفور کہتا کوئی اے کریم و رحیم — کسے بخشتا جو کوئی نہ گنہگار ہوتا

یاد تخلص کسی دلی کی شاہزادی کا تھا جو اپنی شامت اعمال سے زناکاری میں مصروف ہو گئی تھی بوجہ اسکے زانیہ ہونے کے کلام و حال اسکا اس جگہ لکھا گیا۔

عبث فکر درمان ہے اے اقربا — کہ اب یاد تو یاں سے چلنے کو ہے
سر انجام غسل و کفن کر رکھو — تن زار سے جان نکلنے کو ہے

یاسمین تخلص یاسمین نام طوائف ساکنہ سہارنپور۔

دل میں میرے زخم ہے تیغ نگہ کا چارہ گر — فائدہ دیگا نہ پھاہا مرہم زنگار کا
تیر نے تیرے اگر چاٹا نہیں ہے میرا خون — سرخ ہی پھر کسلیے ظالم دہن سوفار کا
تپ کی شدت میں کسی زہرہ جبین کا تھا خیال — جو پڑا تبخالہ لب پر بشکل اختر ہو گیا
دل کی بیتابی نے رسوا کر دیا اے یاسمین — تذکرہ اپنے جنون کا اب تو گھر گھر ہو گیا

فصل دوم تذکرہ عورات پردہ نشین مع باحکمت تہذیب و فن سخن بھی

اختر تخلص نواب اختر محل مرحومہ دہلی خاندان تیموریہ میں نامی شہزادی تھیں طبیعت عالی رکھتی

مضمون آفرین رکھتی ہے قدسی کی نعتیہ غزل کا خمسہ بھی عمدہ لکھا ہے جو رسالہ موسوم بہ حدیث قدسی میں چھپا ہے میں چند اشعار عاشقانہ لکھتا ہوں —

آستان پر تیرے پیشانی کو گھستے گھستے
سر ہی غائب ہوا جس میں کہ ترا سودا تھا

آگ آہ شعلہ بار نے دل کو جلا دیا
لو آج ہمنے اسکا بھی جھگڑا مٹا دیا

نکلا مگر جو سیر انام زمین پر مٹا دیا
اسکا تھا کھیل خاک میں ہمکو ملا دیا

تقصیر یار کی نہ قصور عدو ہے کچھ
اختر ہمارے دل ہی نے ہمکو جلا دیا

تیغ نگاہ یار کا دونوں پہ وار ہے
ٹکڑے ادھر جگر ہے ادھر دل فگار ہے

امراؤ تخلص حسینی بیگم ایک پردہ نشین دہلوی ہے

باغ عالم میں جو پیدا نہ تھا اگر انہوں نے
پہلے ہی ہمکو سبزۂ بیگانہ بنایا ہوتا

گر جو منظور نہ تھی خانہ نشینی میری
تو مجھے ساکن ویرانہ بنایا ہوتا

بسم اللہ تخلص بسم اللہ بیگم ساکنہ دہلی اسکی والدہ ولایتی زادی ہے اور یہ منشی انعام اللہ کے تلمذ سے سرفراز ہے

تیری الفت میں یہ حاصل ہوا ہے
کبھی مضطر ہے دل گاہے تپان ہے

نہ کیجے ناز حسن عارضی پر
نہ سمجھو یہ بہار بے خزان ہے

بھو تخلص بھو بیگم زوجہ نواب محمد یوسف علیخان مرحوم ناظم تخلص والی ریاست رامپور روہیلکھنڈ

شب بزم ملاقات میں ہر چند یہ چاہا
آنکھیں تو لڑا لوں ذرا اُس رشک قمر سے

پر خوف یہی دل میں مرے آیا کہ پری ہے
نازک ہے نہ دب جائے کہیں بار نظر سے

بیگم تخلص جہت سے میر محمد تقی میر صاحب دیوان تھی —

برسوں گرفتار کیسو میں گرفتار تو رکھا
پھر کہتے ہیں کیا ہمنے تمھیں یار تو رکھا

کچھ بے ادبی اور شب وصل نہیں کی
ہاں یار کے رخسار پہ رخسار تو رکھا

بیگم تخلص شاہ زمانی بیگم بنت سلطان واجد علی شاہ بادشاہ سابق اودھ کی بیتی ہے

زوجہ ہی اور ہر کا ب سلطان موصوف کلکتہ مین مقیم ریختی لکھتی ہی

دیکھون کی سسرال مین کیا کیا ستم
مری نگوڑی جوانی کی ابتک خبر ہو
نہین مجکو دو بھر تو کھانا تمھارا
یہ احسان بکھیڑا سر پر دو گانا تمھارا

پارسا تخلص پارسا نام دختر کلان نواب میرزا محمد تقی خان ہوس نیشاپوری لکھنوی تا حیات اپنی ناکتخدا با عصمت و عفت رہی نواب آصف الدولہ بہادر کے قرابت قریب رکھتی تھی

تن صورت حباب بنا اور بگڑ گیا
چلتا نہین ہی ابلق ایام ایک چال
یہ قصر لاجواب بنا اور بگڑ گیا
اکثر یہ بدر کاب بنا اور بگڑ گیا

ثریا تخلص ثریا بیگم زوجہ میرزا سلیمان ولیعہد بہادر شاہ دہلی جو بعد فوت اپنے شوہر کے آگرہ چلی گئی ہی اور اب شوق شعر گوئی بھی ترک کر دیا ہی ۔

بتاؤ ہین تمھارے کاکل شبگون کو کیا سمجھے
جدھر دیکھا اُٹھا کر نیم بسمل کر دیا اُسکو
سیہ بختی ہم اپنی یا اُسے کالی بلا سمجھے
تری مژگان کو ہم سو فار پیکان قضا سمجھے

حجابی تخلص بیگم جان المعروف بہو بیگم دختر نواب قمر الدین خان ساکنہ لکھنؤ بیگمات اودھ مین ایک باسلیقہ اور سربرآوردہ عورت تھی شعر اچھا لکھتی اور استعداد علمیہ شعر کہنے کی بھی رکھتی تھی ۔

بیان مین کس سے کرون جا کے اب گلہ دل کا
نہین ٹانکے مرے زخم جگر پہ
نہین ملتی کسی عنوان اسیر کے
یہ دل کا دل ہی مین ہو جائیگا فیصلہ دل کا
یہ اُسکا خندۂ دندان نما ہی
شب غم بھی کوئی کالی بلا ہی

جعفری ۔ تخلص کاملہ بیگم نام شاگرد شاہ نصیر مرحوم ساکنہ دہلی اکبر شاہ ثانی بادشاہ دہلی کے عہد مین تھی ۔

ساقیا مجکو تر اساغر پلانا یاد ہی
کہا منصور نے سولی پہ چڑھکر عشق بازون کو
کہا یہ لا تقنطوا سے دل جھکانا یاد ہی
یہ ڈنکے بام کا زینہ ہی آ سکے جسکا جی چاہے

غرور حسن پر جسے وہ ناحق جھانجھ کرتا ہی   یہ نوبت چند روزہ ہی کہ جسکا بھی چاہیے

جمعیت تخلص وہ نام ایک عیسائی عورت ساکن دہلی کا ہی جو جیمز اسکنر صاحب کی زوجیت سے ممتاز ہی والدہ اسکی ہندوستانی اور باپ انگریز تھا یہ عورت انگریزی فارسی دبھاشا مین بھی مہارت رکھتی ہی علم موسیقی سے واقف اور اردو دبھاشا کی شاعرہ ہی

مقسوم کی خوبی ہی یہ قسمت کا ہی احسان   رہتا ہی خفا مجھسے جو دلبر کئی دن سے
غم دلکے روبرو جانا ندامت مجھکو بھاری ہی   کوئی نیکی نہین آئی اُسی کی شرمساری ہی

حاتم تخلص کسی عورت پردہ نشین دہلوی کا ہی

دشمن کا شکوہ تم نہین سنتے نہین سہی   میرا ہی عیب سنو نہ اگر ناگوار ہو

حجاب تخلص عسکری بیگم لکھنوی ملا محمد زمان اصفہانی کی پوتی اور محمد علی خان شیدا کی شاگرد ہی سابق اسکے مکان پر مجلس مشاعرہ منعقد ہوتی تھی مگر اب حجاب نے پردہ حیا منھ پر لیکر نکاح کر لیا ہی ایک غزل اسکی مشاعرہ لکھنو مین جو باہتمام منشی نولکشور مالک مطبع اودھ اخبار منعقد ہوا تھا پڑھی گئی تھی جسکا ایک شعر درج ذیل ہی

رات کو آینگے ہم صاف مطابہ ہی   وعدۂ وصل کیا اُسنے دکھا کر گیسو

حجاب تخلص ایک عورت پردہ نشین کا ہی جو در اصل کشمیری نژاد ہی فی الحال بمعیت اپنے شوہر کے بمبئی مین مقیم ہی

کیا جانے بھلا لذت دیدار کو اپنی   جب تک کوئی بادۂ خونبار نہووے

حجاب تخلص نواب بیگم عرف چھوٹی بیگم دختر نواب اعظم علی خان فرزند نواب معتمد الدولہ بہادر برادر غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ ١٢٦٦ہجری مین پیدا ہوئی فی الحال کلکتہ مین مقیم ہی صاحب دیوان اردو بھی ہی

ہے تصویر حجاب اسکو سراپا دیکھو   منھ سے بولو نہ کچھ آنکھون سے تماشا دیکھو

حیا تخلص حیات النسا بیگم معروف بہ بہو بیگم بنت شاہ عالم بادشاہ دہلی شاگرد

شاہ نصیر دہلوی سے مشاعرہ یا کہاس ت اعیات نا کتخدا رہی ۔

نہ کیوں حیرت ہو یارب وہ زمانہ کیا ہوا ٹھیس
ہو یاد ڈھونڈے نہیں ملتی ہر اسے نام سو کو کی

حیدری تخلص حیدری خانم زوجہ بشارت اللہ خان دہلوی ستر برس کی عمر پائی قبل از غدر ۱۲۷۵ء فوت ہوئی ۔

حیدری نام ہی ترا کیا خوب
ہو کر تجھے پچھتر او حیدر سے

خاکسار تخلص ایک عورت باشندہ دہلی محلہ کشمیری دروازہ کا ہی جو اپنے نام کا اظہار مناسب نہیں خیال کرتی ہی ۔

لکھا نصیب کا کوئی مٹا نہیں سکتا
کسی کے درد کو ہمدم مٹا نہیں سکتا

خفی تخلص بادشاہ بیگم بنت چھوٹی بیگم ساکنہ دہلی محمد یوسف ساحد کشمیری کی نواسی بطن چھوٹی بیگم و لطفہ بالک صاحب بہادر سے پیدا ہوئی اور کسی انگریزی کی زوجیت میں داخل ہوئی ہی زبان انگریزی و فارسی اچھی جانتی ہی خوش خطی میں بیشل ہی ۔

خود شوق اسیری کی پھنسے دام میں صیاد
جن سے ہم استغنائی کرتے ہیں
شرمندہ ترے ایک بھی دانہ کے نہیں ہم
ہے وہ بیوفائی کرتے ہیں

خورشید تخلص ایک سید زادی باشندہ دہلی کا ہی مرثیہ خوب پڑھتی ہی شعر مندرجہ ذیل تذکرہ چمن انداز سے لکھا جاتا ہی مگر حضرت نادر مولف تذکرہ مذکور کو اس شعر کی نسبت اشتباہ سرقہ ہی ۔

اے جذبۂ دل کیونکہ اجازت ہو تن میں تجکو
ہی سخت کشش تیری وہ ایسا نہ ہو مر جائے

دلہن تخلص دلہن بیگم المعروف بہ نواب بہو دختر نواب انتظام الدولہ اور زوجہ نواب آصف الدولہ بہادر والی اودھ کا ہی ۔

بیاں میں کس سے کروں ہاے اب گلہ دل کا
بہا ہی پھوٹ کے آنکھوں سے آبلہ دل کا
یہ دل کا دل ہی میں ہو ویگا فیصلہ دل کا
تری کی راہ سے جاتا ہی قافلہ دل کا

جہان کے باغ میں ہم بھی بہار رکھتے ہیں ۔ مثال لالہ کے دل داغدار رکھتے ہیں

راجو پیہ تخلص کسی دختر چھیبی ساکنہ دہلی بازار سیتا رام کا ہے۔

کبھی نہ محبت تو یہ آزار نہ ہوتا ۔ دل عشق کے صدموں سے خبردار نہ ہوتا

رعنائی تخلص قدسیہ بیگم نام ساکنہ دہلی

میں جانتی تھی آنکھ لگی دل کو شکیب ہوا ۔ کم بخت کیسی آنکھ لگی اور دکھ ہوا

سلطان تخلص سلطان بیگم لکھنوی دختر نواب معتمد الدولہ بہادر لکھنوی ہے

کب تک یہ تیرے ہجر کے صدمے اٹھائے دل ۔ ڈر ہے یہی کہ جان سے اپنی نہ جائے دل
تھی وہ نگاہ یا کوئی ناوک کا تیر تھا ۔ ملتے ہی آنکھ رہ گیا میں کہہ کے ہائے دل

شرم تخلص شمس النساء بیگم بنت حکیم قمر الدین شاگرد خواجہ وزیر لکھنوی وطن اصلی انکا بنارس و مسکن لکھنؤ تھا۔

جو تیری نکہت گل مشکیں کی بو صبا لائی ۔ دماغ عرش پہ اس خاکسار کا پہونچا
چڑھے جو عکس گل تر ہزار بن جائیں ۔ کہ شاخ گل سے بھی نازک ہے یار کا پہونچا
دو لٹوں زلفوں کا تری آیا جو دشت میں خیال ۔ پڑ گئیں پاؤں میں تیرے دیوانے کے زنجیریں دو
درد دل دور ہوا سینہ کی سوزش بھی گئی ۔ شربت وصل لب یار میں یہ تاثیریں دو
یا بہانے سے بلا لیں گے یا خط ہی لکھیں ۔ شرم کیا خوب سے سوچیں ہیں تدبیریں دو

شوخ تخلص گنا بیگم زوجہ نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر نظام تخلص وزیر عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی بڑی لائق عورت تھی بعض تذکرہ نویسوں نے اسکے نام تخلص و خاندان میں بہت اختلاف کیا ہے۔

شمع کو چہرہ دلدار سے کیا ہے نسبت ۔ کیونکہ یہ ہے رخ خنداں وہ ہے روتی صورت
تیرے منہ کی تجلی دیکھکر کل رات حیرت سے ۔ زمیں پہ لوٹتی تھی چاندنی اور شمع روتی تھی
اب خواب میں ہی وصل ترا ہو تو ہو کے ۔ ظاہر میں تو ملنے کی ہمیں آس نہیں ہے

شیرین تخلص عالیجناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ ریاست بھوپال مخاطب بخطاب رئیس دلاور اعظم طبقہ اعلیٰ سے ستارہ ہند و کرون آف انڈیا از زمرہ والیان ہندوستان ہند میں منتخب و مجمع اوصاف بے پایان ہیں خوش خلق و صاحب جود و سخا ہیں دربار قیصری دہلی میں تمغہ و نشان پایا نواب گورنر جنرل بہادر کشور ہند نے باختصاص خاص ملاقات کی صاحب دیوان ہیں انتظام نظم و نسق ریاست میں بے نظیر ہیں سال ولادت ۱۲۵۴ ہجری کا ہے ۱۲۶۰ ہجری میں بعمر ۷ سال خلعت ریاست بحکم گورنمنٹ پایا اور غرہ شعبان ۱۲۸۵ ہجری کو زینت افزاے مسند حکومت ہوئیں ارباب فضل و کمال کی قدردان ہیں

ہلتی ہی رکاوٹ نہیں اب بوئے لطف — آغاز سے بہتر ہوا انجام ہمارا
کافر کیا اب کو بھی تری زلف سیہ نے کافر — اس لام نے کھویا تری اسلام ہمارا
قابل پابوس کیا ہم ہی نہیں ہیں آپ کے — کیا خطا کی ہے جو گر چوما قدم کو کیا ہوا
عرش تک جاتا تھا اب کان تک جاتا نہیں — ہمنشینو میرے نالے کے اثر کو کیا ہوا
درد فراق ہی میں سدا مبتلا رہے — دنیا میں اس طرح بھی رہے ہم تو کیا رہے

تحفہ تخلص نواب صدر محل صاحبہ بیگم لکھنؤ صاحب دیوان ہیں

میں نے بلائیں لینے کو ہاتھ بڑھایا جب ادھر — تھم کو پھر اسکے یار نے مجھ سے کہا الگ الگ
شمع جلانے آئے ہیں آج وہ میری قبر پر — جلیو خدا کے واسطے باد فنا الگ الگ

خسرو رحمت تخلص شرف النساء بیگم زوجہ مرزا کوچک سلطان خاندان تیموریہ میں یکتائے عصر تھیں

سرسبز رہے باغ سدا دین نبی کا — اگلی قدنی ہاشمی و مطلبی کا
یارب رہے شاداب ہمیشہ چمن میں — نکلی قدنی ہاشمی و مطلبی کا

ضیا تخلص ضیائی بیگم نام زوجہ حکیم انور علی لکھنوی یہ شاعرہ و فاضلہ علوم عربی و فارسی کی ہیں

تمہارا ہجر ہمارا تم سے نہ اٹھ سکیگا عتاب ہرگز — اٹھے تو کیونکر اٹھے بتاؤ کہ تم ہو نازک ہیں ہم ناتوان

میں نے پوچھا قتل مجکو کیجیے گا کس طرح — بولے نخوت سے کبھی گاہے نگاہ تیز سے
سنتے ہیں شب جو پیچ کھلے زلف یار کے — دعوے دروغ ہو گئے مشک تتار کے
شمشاد گرد سایۂ قامت چمن میں ہیں — خورشید و مہ شعاع ہیں رخسار یار کے

عابد تخلص نواب امراؤ بیگم دختر نواب محمد یوسف علی خان مرحوم والی رامپور زوجۂ نواب زین العابدین خان فوجدار ریاست جے پور علم و فضل میں یکتا ہے۔

کشتہ ہیں ایسی لاغری ہم رنگ گندم گوں کے ہا — ہے شگن گندم کی بس کافی ہماری قبر کو

عالم تخلص نواب بادشاہ محل زوجۂ منکوحہ حضرت واجد علی شاہ بادشاہ اودھ تخلص بہ اختر کا ہے یہ عورت ہوشیار و ذی علم صاحب طبع رسا اور صاحب دیوان ہے ستار نوازی میں پوری مہارت رکھتی ہے۔

گزاری رات ساری تارے گن گن کے عالم — ہوا غیب کو جو دھوکا اپنے اختر کا ستارہ دن میں
عالم وہ ترے ہونگے طلبگار اسی دن — جب تازہ ستم وہ کوئی ایجاد کرینگے

عشرت تخلص نواب عشرت محل زوجۂ شاہ اودھ مقیم کلکتہ۔

گرمی عشق مانع نشو و نما ہوئی — میں وہ نہال تھا کہ اُگا اور جل گیا

عصمت تخلص عصمت نام ایک عورت باشندۂ دہلی کی ہے لکھنؤ کی سیر کی ہے بافعل لاہور میں عورات پردہ نشین کو تعلیم علوم کرتی ہے۔

لب ہوئے بند نام احمد سے — اور مشکل کشا نے کھول دیے

عفت تخلص نجم النساء بیگم ساکنۂ لکھنؤ صاحب دیوان شاگرد مولوی مقصود عالم مقصود رئیس بہانی

ہم جدا ہی جان جہاں تم سے بچھڑ جاتے ہیں — صدمے ہوتے ہیں قلق ہوتے ہیں گھبراتے ہیں

غریب تخلص امیر النساء بیگم زوجۂ میر برکت علی ساکنۂ پٹنہ۔

لو اور وہ تو جلنے لگا میرے نام سے — دل سرد اب تو آہ شرر بار نے کیا
کھلتا نہ تا بمرگ مرا یہ معاملہ — رسوائے شہر مجکو دل زار نے کیا

فاطمہ تخلص سلطان بیگم معروف بہ اللہ داد مدرسۂ مدرسۂ زنانہ دہلی فارسی خوان ہیں۔

آپ کی مرضی سے ہمیں پائی ہی	پھر یہ کیون لیتے دل کو ہی

فاوری تخلص نادری بیگم ہمشیرۂ خورد کاظم بیگم تخلص بہ جعفری ساکن دہلی شاگرد شاہ نصیر مرحوم

ہم سے خدا جانے ہی بت ترسا ہے	عاشق رنجور کا اتنا نہ ترسا ہے
میں ہوں نقطا اور تم نام حسین جیسے کا	پاؤن مری گود میں شوق سے پھیلائیے

قیصر تخلص حیدری بیگم عرف ماہ طلعت بیگم زوجہ حضرت واجد علی شاہ بادشاہ اودھ

لے کیا قیس پہ بھی فوق تمہارا وحشی	مر کے بھی دست جنون سے نہ گریبان چھوڑا
ہو گئی نیند بھی ہمسایہ کی حاصل	میں نے نالہ جو کسی رات سر شام کیا
آنکھیں پتھرا گئے ہو گئی ہیں سفید	کسی بت کی جو انتظاری ہی

قیصر تخلص قمر النساء زوجہ اشرف علی خان مسرور باہم زن و شوہر کے کمال الفت تھی تین روز آگے پیچھے دونون فوت ہوئے۔

جیسے لوگ کہتے ہیں خورشید درخشان	شرارہ ہے یہ میرے سوز پنہان کا
کریں کہہ دو منہ بند غنچے سب اپنا	میں لکھتی ہوں آج اسکے دہان کا
خطر ہے مری آہ کے نیا ساتھ جاگا	پتہ لامکان تک نہیں آسمان کا
وہاں حضرت دل تمکو زیست ہوجائی	جو سے لطف سر زلف سبو کہتی
ہو پی ہوں آتش جام شراب اے ساقی	انکھوں کی گور سے ساقی سبو سبو کہتی

کشور تخلص فاطمہ بیگم دختر نصرت الدولہ بہادر لکھنوی کی لونڈی کا تھا جو پندرہ برس کی عمر میں علوم ضروری کی تحصیل سے فراغت حاصل کرکے بیس برس کی عمر میں فوت ہوئی ہے۔

نقاش نے اس بت کا جو نقش کھینچا	ساعد یہ نہ پہونچا تھا کہ جو ہاتھ کو کھینچا

گیتی تخلص ایک شاہزادی خاندان تیموریہ کا ہے جسنے خمسہ غزل قدسی کا کیا ہے۔ تمام

چند بند اس خمسہ کے لکھے جاتے ہیں۔

کس کا منہ ہے جو کرے مدح تری اے عربی	نعت اطہر میں ترے جب سخن کی ہے غبی
بندہ ذات تری مایۂ حاجت طلبی	مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حق تعالیٰ نے کیا آپ کو ابر اکرام	تجھ سے خنداں ہر لب غنچۂ امید اتمام
ہیں شجر اور حجر غرق سحاب اکرام	نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام

زاں شدہ شہرۂ آفاق بہ شیریں رطبی

گوہر تخلص گوہر بیگم ایک کابلی رسالہ دار کی بیٹی لدھیانہ میں امیرانہ بسر اوقات کرتی ہیں اردو میں مثل اہل زبان مہارت پیدا کی ہے۔

ستم کر جور کر ظلم و جفا کر	پرائی ظالم کبھی مجھ سے ملا کر
لیجا کر شرم کھا کر مسکرا کر	دیا بوسہ مگر کچھ منہ بنا کر

ماہ تخلص ایک صاحب عصمت باشندۂ دہلی کا ہے جو میاں قطب الدین عرف میاں کالے صاحب مرحوم کی مرید صاحب دیوان تھی۔

ماہ کے دل میں نہ نقش محبت جو جما نہ مٹا وہ کبھی	باغ جنت بھی کرے گی تو وہ رکھا نہیں جیسا کہ یہ بچھا

محبوب تخلص نواب محبوب بیگم صاحبہ منکوحۂ حضرت واجد علی شاہ بادشاہ اودھ۔

اٹھا سکی نہ مصیبت فراق یار میں روح	نکل گئی تن لاغر سے انتظار میں روح
نہ نکلی حسرت دل ایک بھی کہ موت آ گئی	ہمیشہ تڑپے گی تیرے لیے مزار میں روح
نہیں ہے گور کی تنگی سے کچھ بھی وحشت	رہے گی بعد فنا کے بھی کوئے یار میں روح

مخفی تخلص سلطان جہاں بیگم زوجۂ حضرت مرزا آغا رحیم بخش بہادر صابر شاہزادہ خاندان تیموریہ صاحب تذکرہ گلستان سخن۔

گنہ ہے جائی مرگ ہیں خفتگان خاک خراب	قسم خدا کی عجب کچھ برا ثواب ہوا

خدا جانے کیا بات ہی ان میں مخفی	کہ اس ظلم پر جی کو بھاتا بہت ہی

مطلوب تخلص فضل النسا بیگم زن پردہ نشین مقیم گونڈہ شعر

کیوں نہ کھا پا فس نہ ہو زخم جگر پر ہر دم	مسکرانا تیرا ای شنگ قمر وصل کی رات
اللہ اللہ ری مدہوشی بہ جام الفت	جان دشمن کی نہ رہی کچھ بھی خبر وصل کی رات
نظر لطف سے اک بھی کبھی دیکھا کر	الکیا گذرتی ہی تری چشم کے بیمار دن پر

ناز تخلص ایک شہزادی خاندان تیموریہ ساکنہ دہلی قبل از غدر بایام شباب شعر کہتی تھی گو اب بھی بقید حیات ہی مگر شاعری ترک کر دی ہی۔

شور ہی اسکی بیوفائی کا	بس نہیں چلتا واں رسائی کا
گر غلامی علی کی ہو ای ناز	ہی اگر شوق بادشاہی کا
تجھے روٹھا وہ یار جانی ہی	جان جانے کی یہ نشانی ہی

یاسمین بیگم تخلص چنبیلی نام کنیزک سید انشاء اللہ خان انشا کی تھی صحبت مردے با تعلیم تنفر تھی سید موصوف نے باتباع حکم شریعت ایک مرد معقول کے ساتھ اسکا نکاح کر دیا مگر روز نکاح سے بغیر اختلاط ہوئے کسی عارضہ کے فوت ہو گئی شعر میں اپنے آقا سے مشورہ کرتی تھی

یاد آیا مجھے گھر دیکھ کے دشت	دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا
سرمہ کھلا دیا ہم کسی نے مجھے	وہ جو منظور نظر یاد آیا
صحبت جام رہا غیر کے ساتھ	پر مری ولے جان تو نہ گیا
دختر رز سے رات صحبت تھی	شیخ جی کا مگر وضو نہ گیا

قطعات تاریخ و تقریظ تصنیف تذکرہ

از منشی احسان الحق صاحب احسان تخلص خلف و شاگرد مولوی فدا حسین فدا وکیل عدالت ضلع علیگڈھ

یہ احسن تذکرہ ایسا ہی نادر — کہ وجہ انشراح اہل فن ہی
زروے جان لکھ کر سال تالیف — لکھا آرایش بزم سخن ہی

از شاہزادہ مرزا عبد الغنی صاحب ارشد دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صاحب بہادر صابر دہلوی

صفا یا تذکرہ تصنیف کردہ — ولیا در سلک خوش گوئی گہر سفت
ز ارشد خواستم سال تمامش — کلام منتخب آب بقا گفت

از مولانا علی امجد حسین صاحب امجد رئیس بدایون شاگرد جناب مولانا مذاق مد ظلہ

صفائے جو امجد صفائی کے ساتھ — نسیم سخن تذکرہ یہ لکھا
کیا جس میں بالکل ہی ندرت کا کام — ہر اک تازہ گلزار پھولا پھلا
نئی طرح کی جس کی ترتیب ہی — بندھے جیسے اچھے چمن کی ہوا
ہیں تختے طرحدار ابواب فیض — ہر اک کی روش ہی ہر اک سے جدا
ہیں ابیات خاطر فریب بشر — کہ جن پر فرشتے ہوں جان سے فدا
فواصل ہے اسباب ہے چاق و چست — بندھا جن کا اوستاد سے اک سرا
یہ کیسے گل تازہ پہونچے بہم — نہیں عقل میں میری آتا ذرا
بسی مغز میں میرے خوشبوے سیر — میں اسکے نظارہ کا عازم ہوا
غرض میں گیا اور کی اسکی سیر — نظر آیا گلزار معنی کھلا
مضامین کے گل بوٹے سنبل کے بار — بہار البحور رحمہ رضی عجبا
یہ دیکھی جو کیفیت جانفزا — کہ جس سے مرا غنچۂ دل کھلا
لکھی تب یہ تاریخ اتمام سیر — وہ ہی مادہ صرف لفظ صبا
۱۲۹۰ھ

لکھا اعداد از روئے ترتیب حرف	کہ تا غنچۂ دل کھلا دے صحب
نسیم سخن کو صبا تھی ضرور	اسی واسطے نام پہ لکھا

از سید تفضل حسین صاحب تفضل دہلوی شاگرد مرزا صابر بہادر

صفا با صفا تذکرہ چون نوشت	از نسیم شہرہ اش تا بہ ماہی شدہ
تفضل پے خوش سال اتمام گفت	اکہ جا و بہ فضل الٰہی شدہ

از منشی رام لال صاحب راحت متوطن ضلع پٹنہ عظیم آباد شاگرد منشی [illegible] گوہر

ہے نام انکا مولوی عبد الغنی صفا	یہ تذکرہ جنہوں نے لکھا بیمثال ہے
تاریخ کی تھی فکر جو راحت تو بولا دل	نوئے صفا نسیم سخن نام سال ہے

از منشی عبد الرحمن خان صاحب [illegible] شاگرد مرزا صابر صاحب بہادر

تذکرہ چون نسیم سرائی بلبل طبع بلند	ست شد عالم با صفائے [illegible]
ہاتف غیبی دم فکر سن تالیف تحریر	گفت [illegible] گلشن فکر صفائے با صفا

از منشی شتاب خان صاحب [illegible] مختار کار عدالت [illegible] شاگرد مرزا صابر بہادر

نظر سے جو گذری مری یہ کتاب	کہ ہے عطر زد وادو سرور انتخاب
کے سال تاریخ دل سے سپہر	یہ اظہار قدرت کیا ہے کتاب

از منشی نادر علی شاہ خان صاحب شوخ رامپوری ناظر عدالت کلکٹری بنارس

این تذکرہ شد [illegible] بدل [illegible] حالی	مملو است از حسن و ز قبائح خالی
سال اتمام او نوشتم ای شوخ	لب گلشن نسیم سخن عالی

از سید محمد سلطان صاحب عاقل دہلوی شاگرد مرزا صابر بہادر

از کلک صفا ترشح کردہ	داد آب بہ باغ فکر بے اندازہ
چون کرد خیال سال عاقل ہاتف	فرمود [illegible] گلشن معنی تازہ

از مولوی محمد حسین صاحب [illegible] رئیس [illegible] ضلع بلند شہر وکیل عدالت [illegible] ضلع علیگڈھ

حمد خدا تاج سر ماست	اینهمه قیصر نگر ماست
نعت نبی گر نبود در کلام	ملک معانی نه پذیرد نظام

ای خوشا نصیب ریخته گویان هند که صفاے طینت کیش مروت اندیشش
بتقاضاے همت والاے خویش با وصف هجوم معاش و معاد که بیشتر بهر کسب شعر دو
کسب آنها عمر خوان جریده نقدان فرصت کشت گفتنهاے دو حرف چراغ خوردن
بر طبع نازک خود گوارا ساخته بلا روز در رعایت احدی از سخن سنجان روزگار شیوه داد گستری
و حق پروری از دست انصاف نداده که شیمهٔ نظارت چند وطنیت از جنس است تذکره
موزونان حال فرخ فال تالیف نموده است گویا به سماکان ذوق اشتهار بکنار عروس
زیباے افکار نورسیده را سر تا پا مرهون منت شایان فرموده چرا چگونه نه حق شناسان
زبان این مصراع دعائیه رو برو بے چنین محسن یاد آرند که اهل حضور و غایب و ارباب
قرب و بعید ورد زبان خود بانسازند مصراع ع ای وقت تو خوش که وقت ما خوش کردی
سبحان الله گلدسته انجمن است یا شمع بزم سخن گنجینه اشعار هست یا سفینه گوهر آبدار
تاریخی کتاب است یا مجمع احباب تذکره هست یا تبصره نسخه ایست یا شفاء العلیل صحیفه
ایست یا خوان خلیل تازه تر گلستان است یا عبد رو مدیحه حال بس مقبول پیدا
کرده اند که براے تطابق و توافق زبان بکلام شعراء عبارت ترجمه عاقله هر سخن آفرین
نیز بزبان آورده و بر نگارشش مناسب تر شمرده آفرین بر راے گزین و اندیشه استوارش
که تحریر نثر ریخته بدو وجه بسیار دلچسپ و مطبوع افتاده یکے آنکه فی زماننا در کشور هندوستان
جمله دفاتر و مکاتیب همین زبان رواج پذیر است دوم آنکه مناسبت نثر اردو
با نظم اردو خیلے خوشتر و خوشگوار آمده محاوره و روزمره بیان را چندان صباحت
و شسته نوشته اند که جان سلامت بر بهر حرفش شیدا است ادیب اعظم المخلص
مؤلف از صفاے کلام کلام صفا پیدا است از آنجا که خیر الامور اوسطها کلام خیر و برکات

واقع شده بازبہ گلینہ حامل وہیردان مصدر و مورد ہزار گونہ ستایش شدہ اند شدہ بعنوان
پذیرفتہ کتاب مسطور را دسطا نجم ہر دان گروہ اند طوالت بسیار کہ موجب ملالت خاطر
بینندگان شود نہ چندان مختصر کہ شاہد زلال سخن بکام مزاولت آن تعطش باشد
بخامہ بیہودہ خود آنچہ پسند خاطر لطافت ... زینت نگاہ باد و از طعن و تعرض کوتہ بینان در پناہ
غرض خیالات اتمام مزد بہ قید اعتنا اند ... پراگندہ گیہا ... اوقات اصلا
دماغ سخن سرائی ندارد این چند فقرہ نادرست کہ بپاس خاطر حافظ ملازمان مؤلف
صاحب سلمہ اللہ تعالے از کمن قوۃ بفعل آمد شکر ایزد توانا بجا می آرد اکنون بر نظم
تاریخی اجتماع این مجموعہ نادر یادگار روزگار و صادر اختتام کلام است زیادہ ازین
مرجوا غماض از سہو خطا والسلام

مثنوی

صفائے سخن شیخ نازک خیال	سبق بردہ از ہمسران در کمال
ریاض ہر از نقش ہندی زبان	ہے خاطر شاعران زمان
ازین تذکرہ گو یا ترتیب داد	بنغز روان بوے ترطیب داد
بسال ہمایون سر انجام یافت	ز ہر گنبدگی زیب فرجام یافت
عرق ریزی از بعد پوئے فرسنگہا	سنش یافتم تازہ تر رنگہا

از جناب صاحب عالم شاہزادہ رفیع الشان مرزا احمد سلطان بہادر عرف مرزا قیصر بخت بہادر فرزند رشید و شاگرد جناب مرزا قادر بخش بہادر صابر دہلوی متخلص بہ قیصر گلستان سخن

شدہ چو معجز آفرین کتاب صفا	این خبر در گوش عالم در رسید
زد رقم تاریخ اتمامش فروغ	آب شیرین از در معنی کشید

از جناب شاہزادہ مرزا مسرت شاہ صاحب بہادر مسرت دہلوی مقیم کانپور

چون تذکرہ صفا مسرت	دیدیم کمال لطف آمود
تاریخ بجواستیم از عقل	مرآت خیال او بفرمود

از جناب مولانا مولوی محمد یوسف علی صاحب ابوالمجاہد متخلص بہ یوسف [illegible] ریاست بھوپال

شیخ عبد الحی عالی منزلت	صد رہ دیوان فصیحانے زمن
کز فضائل بہرۂ کافی ربود	حظ وافی بردہ از ہر علم و فن
در رقم کلکش نو آئین تذکرہ	یادگار نکتہ سنجان من
حال و قال شاعران روشن نمود	ہر ورق را کرد شمع انجمن
سال تذ[illegible]ش طلب کردم ز دل	گفت شمع محفل اہل سخن

قطعات تاریخ و تقریظ آغاز و اختتام طبع تذکرہ موصولہ بعد ترتیب تذکرہ

از منشی احسان الحق صاحب احسان متخلص فرزند رشید حضرت مؤلف

منشی نکتہ دان جناب صفا	شان ہمت شکوہ حلم و وقار
طبع اوشان لطیف و پاکیزہ	سینۂ اوست معدن انوار
خوب کردند تذکرہ تالیف	شل از تنگ شد بہ نقش و نگار
کرد احسان چو فکر تاریخش	گفت ہاتف کہ مخزن الاشعار

از جناب شاہ بہاء الدین صاحب بشیر عرف محمد عبد اللہ دہلوی نبیرۂ شاہ نصیر مرحوم

چون صفا شاعر وحید العصر	گل معنی بہ تار فکرت سفت
بہر سالش بشیر ہاتف غیب	چمن دل پذیر و نادر گفت

از منشی احمد علی خان صاحب بیخود رامپوری

ستایش بے پایان سخن آفرینے را سزد کہ بر زمین پاک بیت اللہ اسم شریف عرض گزاشت و بید قدرتش کہ لوح و قلم آراستہ الست مصرعۂ موزون قامت انسان بر صفحۂ دیوان ہستی نگاشت و نظم بیت مثنوی رسالت کامی لقب را بخلعت خاص ہمہ دانی ممتاز فرمود و بقولہ انا افصح العرب والعجم بر بلغاے و ہر سر فراز۔ غنچۂ گل چون در حمدش نکتہ ہاے سر بستہ راند بجز نوالش بہ لذتش مرد و انہمائے

[illegible]

شبنم افشاند شاہد سخن را بحسن ادائی آفرینہ کہ عجب دلہا گردیدا زین عوبلبل از ورق
گل شعر عاشقانہ انتخاب کردہ و شمع بزم در مرثیہ پروانہ سوز خوانی بعمل آوردہ ہر بار
مطلع آفتاب در تفرقۂ شبپرہ را مقطع شب سواد بصر طوطی را ترکیب بہ نیشکر
ہر دوم مہل گذشتہ و شہری بہ مصرعۂ موزون سر رود بہ بیاض خاطر نوشتہ نگاہ
ہمطرح سخنوران نازک خیال و دستار صبح نفسان صافی مقال خصوصاً دانش پناہ
فضیلت دستگاہ کہ از نسبت دانش قدر سخن بر اوج افتخار و سر مباہاتش بر سپہر
افتخار فصاحت زبان در رشتۂ سخن زیب حسن بیانہا و بلاغت بیان گوہر بارش
آبروے زبانہا شاعر شیرین سخن ماہر موزون سخن شناس و سخن سنج و قدردان
سخن ذکی فہیم و خرد مند صاحب تدبیر نقاد دوران شرافت خلاصۂ خاندان عزت
عزت شعار حکمت و ثار عالی تبار کوہ وقار اخلاق شیم مکرم معظم سرآمد شعراے نامدار
سرخیل سخنوران والا اقتدار سراپا آراستۂ الطاف خدا جناب مولوی محمد عبدالحی
صفا بدایونی وکیل عدالت دیوانی بہار تلمیذ خاص میان خاق کہ بہ تالیف تذکرۂ حسین صفا
بالتزام جناب شعرا ریختہ گو اشعار آبدار برچیدہ نگار خانہ مانی وانمود ازین کتاب
لاجواب سبب دلربائی اہل فن و ارباب سخن ترتیب فرمود سلاست عبارت و لطافت
معانی و شستگی الفاظ دیدنی ست و بلاغت سخن و حلاوت کلام چشیدنی فصاحت
عبارات و بلاغت فقرات سواد بیاض چشم تماشائی و غرابت استعارات و ندرت
تشبیہات سرگرم دلربائی از روانی عبارات دریاے فصاحت موج در موج
و از بلندی فقرات پایۂ بلاغت اوج در اوج بنفشہ از سطور دلکش با طرۂ طرار گلرخان
دست و گریبان و مشک معنی از نافۂ الفاظ ابریاے مشام جان غنچۂ تحریر و صفش
دفترے و در کار بل توصیفش دشوار تر نخست دشوار تا چار بجد عامی ساز زمم
بہ ختم کلام می پردازم خدایا مولف را مانند سعدی ممدوح جہان کن و تالیفش را بر نگ

کسلمان

گلستان و بوستان مطبوع پیر و جوان فقط

از جناب مولانا محمد سلیم الدین صاحب تسلیم نارنولی اہلکار ریاست جے پور

نحمدہ اللہ کیف ما یرضاہ	و نصلی علی رسول اللہ	صل یا ربنا علی بابہ	و علی آلہ و اصحابہ

تسلیم حیرتم یارب گزیدن راستایم کہ مدح گزیدہ مسرایم سے نہ پایا لست این را خود خندان را ۔ کجا باید کشیدن داستان را ۔ ہمانا چون نگزیدہ گزیدن را شعر و گزیدن گزینندہ را ہنر است ہمان بہ کہ بگزینندہ گرایم تا از عہدۂ آن ہر دو ہم برآیم ابیات ہی گزینندۂ گزیدہ کہ ہست ۔ از نے بینش سخن سرست ۔ تا دل و دیدہ افس بہارستی ۔ گلشن نگارستی بہارستی ۔ ہم بہار سخن بہ نکتہ وری ۔ ہم نگار خرد بہ پرہنری ۔ یادگار زمانہ عبد الحی حسین عن شر کل اہل الطغی ۔ توحش اللہ ازین جامع الفضائل لامع الجلائل نص صحیفۂ مہر و ایت سورۂ وفا مولوی محمد عبد الحی صفا کہ از دیر باز بامداد ازل قرعہ بنام افتادہ نقش مراد و امروز وکیل دادگاہ ملازمی من اعمال مرادآباد است سے ازین رقم تازہ کو نو بختہ بہ نقش نوی از سخن انگیختہ ۔ جنس گرانیست کہ از زندہ کرد ۔ زندہ بود آنکہ سخن زندہ کرد پیچ پیچ را پایانے در مدح خود شایانی نیست اگر بہ ذرہ از آفتاب و قطرہ از سحاب گرانمایگیش پرسیدن دارد ہمین نگارین نامہ کہ من پروردہ تو گرد آوردہ دیدن دارد و گنجینۂ معنی را سلک در یتیم ہست و نام تاریخش را قطعہ از ابو البیان تسلیم

گزیدہ تذکرۂ حضرت صفا کہ درو
نگرفتہ شاہد معنی طراز رنگ بہار
بنام خویش کہ گوید خبر ز سال طبع
قصص الشعراست ۱۲۹۹ھ
دستور الاشعار ۱۲۹۹ھ

از جناب منشی دیبی پرشاد صاحب سحر سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع بدایون

کیا عمدہ ہی تذکرۂ صفا کا
نایاب کلام کل ہی اسکا سحر
منقول عروف نہیں ہی تاریخ
بے خار خزان یہ گل ہی اسکا سحر

از جناب مولوی مظفر حسین صاحب صبا خلف الرشید مولانا محمد یوسف علی صاحب ابو المحامد

ساقی ذرا دکھا دے شراب چمن کا رنگ	زندہ ہو لیک دل میں دیکھے جسکا امنگ
وہ جام ہو جو غیرت جام جہان نما	لبریز کر کے بادۂ گلرنگ سے پلا

آگئی بہار رنگین اپنے رنگ سے آئی ہر جگہ نئی بہار دکھائی کوچہ کوچہ سبزہ زار ہو گیا اور درخت در رفتہ سکون نہ رہا ہر گلی گلی میں سبزۂ زمرد رنگ کا نزل الاسمان ہوا زمین پر طلعت خوبان چمن کی روش سیمگران چمن یہ کیا ایسی بہار نہ دیکھی نہ سنی چشم بد دور نرگس آنکھوں میں سمائی جاتی ہے موتیا اور چنبیلی کے تخت دیکھ کے کسی کی ہنسی یاد آتی ہے لالہ کی بہار نے نرگس مخمور کا رنگ دکھایا ہے سوسن نے کسی مالیدہ لب یاد دلا کے غضب ستایا ہے سے جنون دست کہ در دشت رسیدن آرزو دارم ؂ بہار سبزۂ نورستہ دیدن آرزو دارم ؂ وحشت نے آگھیرا جنون نے سر شوریدہ میں شور اٹھایا جنگل کا رستہ لیا قدم قدم پر کانٹوں نے قدمبوسی کی بیخودی نے رستہ بھلایا جذب دل خضر راہ ہوا ولولے نے ہے تماشا زبان کھلوائی ہے ساقی ہیں وہ موسم گل ہیں شراب دے ؂ خوشبو جس میں مشک کی رنگت گلاب کی وہ بیہوشی آگئی آنکھیں بند منھ کھلا تھوڑی دیر تک پڑے رہے جب ہوش آیا معلوم ہوا کہ یہ بہار بیخزان اس شمیم سخن کا عکس ہے جسے بلبل بوستان معانی ہزار نغمہ سرائے چمنستان شیرین بیانی وحید الدہر فرید العصر منشی محمد عبد الحی صاحب بدایونی نے تازہ رونق بخشی ہے واقعی عجب گلدستۂ زیبا ہے جسکا ہر فقرہ دراشتی میں سرو آسا ہے تازگی فقرات عبارت سلسل غیرت گلزار ہے شمیم مضامین نفیس ہر باد صبا نثار ہے کتاب عجیب ہے تنہائی میں مونس وحبیب ہے شعراء کی سوانح عمری انکے خیالات نازک دل غمدیدہ کو سرور بخشتے ہیں طبیعت کو بشاش کرتے ہیں تاکجا تعریف کروں توصیف لکھوں شوق نے بیقرار کیا ہے غرض خلوص نے آمادۂ تحریر تاریخ کیا ہے اسی پر ختم التقریظ کرتا ہوں

ہوئے خوشی سے جھک پڑا عالم	طبع جدید ہم ہوا شمیم سخن
باد ل خوش صبا نے تاریخ	بولا راحت فزا شمیم سخن ۱۸۸۲

از شیخ محمد شرف الدین صاحب ظہور تخلص ساکن قصبۂ اندری ضلع کرنال

کرکے کب ہی ثناؤ اہنگ — تذکرہ جیسا صفائی الصفا
اسکی تاریخ لکھو تم یہ ظہور — ہے بہ سلکِ مخزنِ اشعار چھپا

از جناب مولوی فدا حسین صاحب فدا رئیس نانی ضلع بلند شہر وکیل عدالت ادیبانی ضلع علیگڈھ

تذکرۂ ستایش جل جلالہ کی نمین زبان لال ہی و ہم بزبان منوال تراجم نعوت قدسیہ حضرت سرور انبیا امر محال ہی ناچار فدا رکیج مج زبان ناداں ترین از سائر ناداناں زمان کچھ باب سخن مین گفتگو کرتا ہی اور بدولت فیض اکتساب صحبت ارباب دانش دم تقریر اظہار مدعا بھرتا ہی کہ سخن سنج معنی پرور مولوی محمد عبدالحی بدایونی متخلص بہ صفا نے ایک تذکرہ شعرا حی القایم لکھا ہی گویا گشتگان دشنۂ فکر سخن کو زندۂ جاوید کیا ہی حقیقت مین بڑے احسان کی بات ہی اور احباب قریب لعبید کے لیے عمدہ سوغات ہی روزمرہ آردو بنہایت صفائی ہی ہر ترجمہ دتحریر خالی از تعصب داعتساف ہی اور مولف نے بصرف کثیر رسالہ مذکور کو طبع کرایا ہی گویا سیم خالص پر رنگ طلا سے نقش چڑھایا ہی شایقان سخن پر حق شکریہ مولف واجب اللادا ہی جو کچھ مراتب مدح وثنا بجالاوین بیجا ہی اس تذکرہ سے یہ نوعیت پیدا ہی کہ اصل تذکرے بجز کلام معاصرین مصنف تذکرہ اہل سابق کو ترک کیا گیا ہی لیکن دیباچہ کو جو خود ایک تذکرۂ شعرا ہی اسمائے کلام حال سے مزین کیا ہی مصنف نے اس تذکرہ کو ۱۲۹۵ ہجری مین مدون کیا ہی چنانچہ مین نے اس زمانہ تالیف کو بذریعہ ان دو قطعات تاریخ کے اس طرح زیب زبان قلم کیا ہی

قطعۂ اول

ہی بہ طرز نو نیا یہ تذکرہ — شاعران حال کا جس مین حال
بھر لو راک ہان تو بھی فدا — مخزن اشعار اچھا لکھ دے سال

قطعۂ دیگر

لکھا ہی اک رفیق نے میرے یہ تذکرہ — جسکا مصنف تخلص ظاہر ہوا ہی فدا

مین نے بھی سوچکر سن تالیف فی البدیہہ	لکھا ہی گنج سخن اشعار بے بہا

پس اب تاریخ تالیف کے بعد تاریخ طبع بھی لکھنا ضرور ہے کہ واسطے یادگار زمانہ انطباع کتاب کے یہ بھی ایک معمولی قدیم دستور ہے گو باشتگی طبع شعر مین فقدان فرصت سے معذور ہون مگر فرمائش سے بھی یہ گستاخی زبان سخن سرا مجبور ارباب سخن عیب پوشی فرماوین اور اپنی ہوا الانصاف سے حرف تعریض زبان پر نہ لاوین اب قطعہ تاریخ طبع پر ختم کلام ہے زیادہ حد ادب معمولی والسلام ہے

قطعۂ تاریخ

کیا تذکرہ یہ صفات نے لکھا	ہے جس سے عیان صفائے معنی
پیدا کرے فکر وصف مضمون	یا لکھے قلم ثنائے معنی
جو دائرہ ہے کشش سے پُر ہے	ہر حرف ہے گہر بہائے معنی
ہے گرد حروف تازہ اکسیر	یہ نسخہ ہے کیمیائے معنی
مضمون کے بیچ شگفتگی ہے	شادابی ہے جو ہوائے معنی
کیا صاف مسودہ لکھا ہے	آئینہ ہے انجلائے معنی
کیا انکو بخت فرخی ہے	پابند دام مین ہے ہمائے معنی
دیکھا ترے تذکرہ کو مین نے	جا بخشا ہے تیرا زبہائے معنی
شایستہ وصف ہے یہ تحریر	ہے رتبۂ انتہائے معنی
مدت سے ہے ترک فکر گویا	مشکل ہے مجھے ادائے معنی
آہو ہے مرا غزال مشکین	دیکھو تو مری خطائے معنی
چھپ جانا کتاب کا تو بیشک	یان ہے سبب بقائے معنی
مجھکو سر سال طبع مین اب	درپیش ہے ماجرائے معنی
لکانی ہے جو ذہن مین کچھ آیا	ہر گوش مین یہ صدائے معنی
ہاتھ آیا اگر حسن قسیمی	حاصل ہوا مدعائے معنی

یہ طول سخن فضول ہی عجب | خاموش ہوا فدائے معنی

تاریخ لکھو زروئے بدعت | ہر نکتہ پر از ضیائے معنی

از منشی گیندن لال صاحب گوہر بدایونی پیشکار عدالت کلکٹری ضلع بدایون

کیا صفا نے انتخاب اشعار کا عمدہ کیا | دیکھکر کہتا ہی جسکو ہر سخنور داد واہ

حرف معجم میں لکھا گوہر نے یہ مصرع سال | شاعروں کا تذکرہ ہی کیا ہی بہتر واہ واہ

از منشی گلاب سنگھ صاحب مشتاق تخلص سب اوورسیر فہرحد بیچین

لکھا اے صفا واقعی آپ نے | بیان سخندان ماضی و حال

ہی مشتاق جو آپ کا خیر خواہ | سنین طبع کا تھا اُسکو خیال

کہ از روے بدعت یہ دل نے کہا | ہی بستان نازک خیالان سال ۱۳۰۰ھ

کسی نے لکھا ہی تذکرہ ایسا | ولہ | چھپا سے تمنے لکھا جناب صفا

ہی زبان پر ہر اک کے یہ مصرع | راحت دل ہی انتخاب صفا

اس گلستان شعر میں دیکھو | ولہ | گل کھلے ہیں نئے سے کیا کیا

کسکی اس میں سے کیجیے تعریف | ہر اک اپنی روش پہ ہی اچھا

غیب سے آئی یہ ندا مشتاق | لکھدے تو نظم از جہند چھپا

دائرۂ تاریخی از جناب مشتاق موصوف الصدر

نظم رنگا رنگی ۱۳۰۰



چراغ بلندی ۱۳۰۰

از عالیجناب مولانا ابو محمد عبد الغفور خان صاحب بہادر نساخ تخلص ڈپٹی مجسٹریٹ و کلکٹر ضلع ڈھاکہ صاحب تذکرہ سخن شعرا و دفتر بیمثال وغیرہ

صفا نے لکھا از عجب تذکرہ ۔۔۔ کہوں اسکو عرش عظیم سخن
کہا سال تاریخ نساخ نے ۔۔۔ کہ محبوب عالم شمیم سخن

ولہ

تذکرہ وہ صفا نے لکھا ہے ۔۔۔ ہے عیاں جس سے ناز ہنر سخن
اسکی تاریخ حضرت نساخ ۔۔۔ کہیے زلف دراز سحر سخن

ولہ

صفا نے تذکرہ کیا خوب لکھا ۔۔۔ کہوں اسکو بیاض حسن معنی
ہوئی تاریخ کی جو فکر نساخ ۔۔۔ کہا میں نے ریاض حسن معنی

ولہ

صفا نے کیا تذکرہ لکھا ہے ۔۔۔ کہ اس پہ جان سخن فدا ہے
ہے تذکرہ یا کہ خیابان مضمون ۔۔۔ ہے تذکرہ یا روان مضمون
یہ تذکرہ ہے جہان معنی ۔۔۔ یہ تذکرہ ہے جہان معنی
سال تاریخ کا جو آیا ۔۔۔ تو مجھکو نساخ نے سنایا
کر فکر تاریخ میں نہ رہیے ۔۔۔ حدیقۂ بے نظیر کہیے

ولہ

اسکی صفت کیا بھلا مجھسے بیاں ہو سکے ۔۔۔ خوب صفا نے لکھا تذکرۂ بے بدل
تھی سن فصلی کی فکر جو دل نساخ کو ۔۔۔ طبع رسا نے کہا تذکرۂ بے بدل

از عالیجناب مولانا ابو الحامد مولوی محمد یوسف علی صاحب یوسف کامدار ڈیوڑھی والیۂ بھوپال

از سواد تذکرہ روشن سواد طبع شد	در خط خوش خط مطبوع خوبان منفعل
بہر کسے در سال طبعش طبع سنجیدن گرفت	گفت طبعم داستان شاعران جمع دل

از جناب منشی سید احمد صاحب دہلوی مصنف ارمغان دہلی و وقائع درانیہ و کنز الفوائد و آردو و گشت مزی وغیرہ

جس گلستان معانی کے پھولون کی بھینی بھینی خوشبو ایک مدت سے ہمارے مشام کو معطر کرنے کی امید بندھا رہی تھی اور ہم جانتے تھے کہ ایک روز گھر بیٹھے اس باغ علم کی گلگشت سے اپنے دل کو باغ باغ کرینگے۔ بارے خدا خدا کرکے وہ دن نصیب ہوا کہ شمیم سخن کا چمن جس موسم بہار مین ہمارے سامنے لہلہاتا ہوا دکھائی دیا اور اپنی دلآویز سرسبزی سے ہماری آنکھون کو نور دل کو سرور بخشا اگرچہ ہر ایک گل کے ساتھ خار اور بہار کے ساتھ خزان لگی ہوئی ہے مگر یہ سبزہ زار اس آفت ابل و نہار سے دور ہی جا ہو جتنے گلدستے بنا بنا کر مکان دل کو سجاؤ مگر اس کا ایک پھول بھی کملائے تو ہم جانین۔ اگر گلچین بدبین نے ارمانی ہے تو اسی جگہ بانی ہے اور جو ابر دخانی پانی پانی ہوا ہے تو اسی موقع پر ہوا ہے۔

اسکی پہلی روش کے پودون پر اگلے زمانہ کے بلبل جابجا بیٹھے ہوئے چہچہا رہے ہین اور نظم اردو کی تاریخ کو اپنی نغمہ سنجی سے یاد دلا رہے ہین آگے چلو تو سنہ ۱۲۸۸ ہجری کے موجودہ نامی گرامی شاعر اور رطب تک جو اس شریف سلسلہ مین آ گئے ہین وہ اپنی اپنی نشست پر بیٹھے ہوئے بزم افروزی فرما رہے ہین۔

یہ گلزار ہمیشہ بہار ہمارے دوست مولوی محمد عبد الحی صاحب صفا بدایونی کی آبیاری سے تیار ہوا ہے جن لوگون کو زباندانی کا چسکا پڑا ہوا ہے اور جو اپنی زبان کو پاکیزہ اور با صفا بنانا چاہتے ہین اُنکے حق مین یہ تذکرہ اکسیر کا نسخہ ہے اور جن لوگون کو سخن سنجون کی یادگار اور اُنکے نتیجۂ افکار کا مزا ہے وہ اسے دیکھین اور بخوبی حظ

اٹھائے ہیں درحقیقت صاحب موصوف نے وہ کام کیا ہے جو ہمیشہ یادگار زمانہ رہیگا اور اس عنقریب آنے والے زمانہ میں جس میں اس قسم کی شاعری عنقا کا حکم پیدا کر لیگی یہ تذکرہ لطف تازہ دکھائیگا اور لہر سانپ سا لہرائیگا اس تذکرہ کے اختتام کی تاریخ جو ہمارے شفیق منشی شاکر گلاب سنگھ مشتاق نے اپنی نادر تاریخوں کے علاوہ نذر رقم فرمائی ہے ہم بھی اسی پر اس تقریظ کا خاتمہ کرتے اور مولوی صاحب کے حق میں دست بدعا ہیں کہ جس غرض سے ہمارے دوست نے یہ کوشش کی ہے خدائے تعالے انھیں اس تمنا بخوبی کامیاب کرے آمین یا رب العالمین

تاریخ از حضرت مشتاق

اس تذکرہ میں بیشک اشعار شاعروں کے — لکھے ہیں ہاں صفائے پر درد و پر رعایت
آواز غیب آئی مشتاق تذکرہ یہ — کیا سوچتا ہے لکھدے ہے مخزن فصاحت

تقریظ از جناب مولانا علی امجد حسین صاحب امجد بدایونی

عندلیب طبع کیوں خاموش ہے — پھر بہار آئی گلوں کا جوش ہے

مستفسران حالات نو و کہن اور منتظران دید گلدستہ سخن کیوں تمکو خبر نہیں وقت از دست رفتہ اور تیر از کمان جستہ پھر ملتا ہے ہماری بات سنو کہ عرق ریزی و تحقیق کمال اور سعی بالغ جناب فضیلت مآب افصح البلغا مولوی محمد عبد الحی صاحب صفا بدایونی وکیل عدالت دیوانی بلاری نے تذکرہ شمیم سخن کی بوئے خوشگوار سے دماغ واقفان فن شعر کو معطر کر رکھا ہے یہ تذکرہ شعرائے نو و کہن کا و اس امید مشتاقان سخن کو گلہائے مراد سے مالا مال کرتا ہے اپنی بھینی بھینی خوشبو سے ایک عالم کو بسا رہا ہے جنے بھی اس بستان بیخزان کی سیر کی ہے تمام چمن اپنی اپنی روش پر سجے سجائے اسبار (?) ہی حسن ترتیب سے سجے ہوئے پائے اول چمن میں گلزار تاریخ زبان اردو و نظم اردو لہلہا رہا ہے اپنے نوخیز و دلچسپ گلہائے الفاظ و مضامین سے

مشتاق ناظرین کو تا تنگی بخشتا ہے اس سے آگے چلو تو بلبلان خوشنوا یعنی وہ شعرا جو ۱۲۸۸ ہجری سے پہلے فوت ہو گئے ہیں چہچہاتے دیکھے گے وہ اپنی سریلے دلکش نغمہ سے زمانہ کو محو کر رہے ہیں دوسرا انجمن نونہالان گلستان سخن موجودہ حال کی سرسبزی اور نوخیزی سے آراستہ و پیراستہ ہے تیسرے چمن میں کچھ قمریان خوش گلو اپنے نازک و دلربا ترانہ سے مشتاقون کو کھینچے پر سانپ کشا رہی ہیں الغرض یہ ہر ایک انجمن سرتاپا حسن و خوبی سے آراستہ ہے منبع الفاظ و ترکیب فقرات سے پیراستہ ہے واقعی یہ ایک زبردست تالیف ہے خوبی دیکھیے اور سیر کریے سے معلوم ہو سکتی ہے بلاغت مضامین و فصاحت الفاظ مولف کی خانہ زاد ہے ہر جگہ طرز نو کا ایجاد ہے سیاح فکر و قیاس اس گلزار بہار کی پوری پوری توصیف کرنے سے عاجزانہ مجبور ہے جہان گرد وہم و خیال اس بہار بےخزان کی تعریف سے معترف بعجز و قصور ہے شائقان و طالبان سخن اگر بوے گل سے گلزار رکھتے ہیں تو انکو اسکی سیر سے ادنی فائدہ اٹھانا ہے

از جناب منشی محمد عبد المجید صاحب مجید گیرت پوری عامل علاقہ فوجداری ضلع ...

باہمہ لطف و خوش و خط جلی — طبع شد این تذکرہ دل پسند
گفت مجید از پے تاریخ طبع — گلشن اسرار دل ہوشمند

از مولوی حافظ حکیم علی احمد صاحب متخلص بہ محمود الندوہ قادری چشتی بدایونی خلف علی ... شاگرد و خلیفہ حضرت مولانا سید دلدار علی صاحب مذاق بدایونی

ربنا شاہد و مشہود — ماجد واحد و موجود
حامد المصطفٰی و محمود — شاہد المرتضٰی و مشہود
کل حمد لہ و مدح و رے — و صلوۃ علی نبی بدے
خاتم الانبیاء و الرسل — ماحی الکفر ناسخ الملل
و علی آلہ و اخوانہ — و علی صحبہ و خلانہ
و علی اولیاء امتہ — و علی اصفیاء امتہ

سمی یوسف نوشنا المرتضی　　اجرہ مولی الولایۃ الاعلی
ثم ابن سے جناب مراق　　تحفۃ الفرح مرحبا المشتاق
ہو شیخ نسیاب ورہ　　فخرہ فی عادۃ کما السادۃ
غالب اللقب ادام لنا　　رشدہ ی بالمرتبۃ دار شدنا
لب قول المرام بالشعرا　　حساکم قد اکرم البعدنا
ہو سلہ نبی انی الغبالی　　فد حباہ الوود حبالی
ذو تصانیف حارتیبط　　ذا الکتاب الجدید تالیفا
بان نسبہ ثم اسم النقر ا　　ثم زاد الکلام من فصحا ر
ذالک حسن تجزئۃ الاول　　قلت ما قلت حالہ المجمل
حسن شعر تجزئۃ الثانی　　زائد عند عبدہ الجانی
ثم اشعار ثالث الاجزاء　　بکلام بشاعرات فار
مثلہ غیرہ بلا شینی　　لا اذنی ولا راست تعینی
تحسنہ الاخیر جزا　　وحباہ القبول فی الدنیا
وعطاہ جزیل الآلاء　　زادہ من جمیل اعمارہ

عام طبع الکتاب باختصار
ارخ الفکر روضۃ الانوار
۱۳۰۰ھ

ولہ

چون ز فضل حضرت رب العلا　　از رشحہ شد جمع اشعار فصیح
سال تاریخش بہ تالیف کتاب　　گفت مذنب فیض گفتار فصیح

دیگر نام تاریخی این تذکرہ ریاض الانوار